ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

AL FAZL QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

جلد ۱۶ نمبر ۷۶ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۲۹ء یوم جمعہ مطابق ۱۷ شوال ۱۳۴۷ھ

ورثہ کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بحکم خدا فیصلہ

زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ بیٹوں و بیٹیوں کو اور چھوٹے لڑکوں کو میراث نہ دیتے تھے۔ باپ کے وارث صرف وہ لڑکے ہوتے تھے۔ جو جوان ہو کر وہ مرد ہوں تو بھیجے۔ ایک دفعہ ایک انصاری کا انتقال ہو گیا۔ ان کی دو لڑکیاں اور ایک چھوٹا لڑکا پیچھے رہ گیا۔ اس انصاری کے دو بھتیجے تھے وہ آئے۔ اور انھوں نے سب مال لے کر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ ان کی بی بی نے کہا کہ تم نے مال تو سب لے لیا۔ یہ میری دو لڑکیاں ہیں۔ اچھا تم دونو شادی کر لو۔ اور انہیں بھی ساتھ ہی لیتے جاؤ۔ وہ لڑکیاں خوبصورت نہ تھیں۔ ان بھتیجوں نے نکاح سے انکار کر دیا۔ اسپر وہ بی بی حضرت آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور سب حال عرض کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اس بارہ میں میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم ابھی تک نہیں آیا۔ تم انتظار کرو۔ خیر پھر خدا تعالیٰ کا حکم قرآن میں نازل ہو گیا کہ باپ کے مال میں سے دو حصے بیٹے کے۔ خواہ بڑا ہو یا چھوٹا اور ایک حصہ بیٹی کا۔ اور آٹھواں حصہ ان کی ماں کا۔ آپ نے قرآن کے اس حکم کے مطابق انصاری کی میراث تقسیم کرا دی۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی۔ تو عرب کے بعض معزز لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ جو ورثہ کے بارے میں عجیب خبر سنی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا؟ انھوں نے کہا کہ آپ نے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی وارث بنا دیا ہے جو نہ گھوڑے پر چڑھ سکتے ہیں نہ مال غنیمت لوٹ سکتے ہیں۔ اور آپ نے عورتوں کو بھی وارث بنا دیا ہے۔ جو غیروں کے گھروں میں مال لے جائینگی۔ آپ نے فرمایا:۔ سنو! اور یہ کہہ کر قرآن مجید کا وہ تمام حکم ان کو پڑھکر سنا دیا۔ جو آپ پر نازل ہوا۔ اس طرح عرب سے بلکہ تمام دنیا سے آپ نے اس ظلم کو دور کیا۔ جو لڑکیوں اور عورتوں اور بے کس چھوٹے بچوں پر ہوتا تھا۔ کہ باپ کے مرتے ہی ان کو محروم الورث کرکے گھر سے نکال باہر کر دیا جاتا تھا۔ (صلے اللہ علیہ وسلم)

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ میں شمولیت کی غرض سے ۲۷ مارچ ۱۹۲۹ء کو دہلی تشریف لے گئے۔

مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ سالٹ پانڈ بمبئی سے روانہ ہو کر ۱۰ مارچ بخیریت لندن پہنچ گئے۔

ضروری اطلاع

الفضل کا یہ نمبر ان دوستوں کو بھی بھیجا گیا ہے۔ جن کے نام پہلے الفضل جاری تھا۔ مگر انکار وی پی یا کسی دوسری وجہ سے اب بند تھا تاکہ حضرات نمونہ کا پرچہ پڑھکر اخبار جاری کرالیں۔

انگریزی حکومت میں سکھا شاہی اور مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی پامالی

قابل توجہ ذمہ دار حکام ضلع گورداسپور

ہمیں معتبر ذرائع سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ موضع ظفروال ضلع گورداسپور میں سکھوں نے وہاں کے حنفی مسلمانوں کو جن کے وہاں قریباً اسی گھر ہیں۔ باوجودیکہ وہاں مسجد موجود ہے۔ اذان کہنے سے روک رکھا ہے۔ اور دھمکی دی ہے۔ کہ اگر کسی مسلمان نے اذان کہی تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ وہاں کے ایک مقامی مسلمان نے جب اذان کہنے پر مستعدی کا اظہار کیا۔ تو اسے سخت تکلیف دی گئی۔ اور چند دن سے مسلمانوں پر بہت ظلم ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کو کھیتوں میں رفع حاجت سے روک دیا گیا۔ مال مویشی کے لئے خود رو چارہ کاٹنے سے منع کر دیا گیا۔ بلکہ اگر وہ دوسرے گاؤں کے کھیتوں سے بھی چارہ لاتے ہیں۔ تو چھین لیا جاتا ہے۔ غرضیکہ ان پر زندگی دوبھر کر دی گئی ہے اور بھی نہایت شرمناک دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ جو بعید نہیں کسی قتل پر منتج ہوں۔ اس پر مزید افسوسناک خصوصیت یہ ہے۔ کہ جب چند ایک معززین سب انسپکٹر علاقہ کے پاس (اطلاع دینے کے لئے) تھانہ دھاریوال میں گئے۔ تو سب انسپکٹر نے نہایت لاپرواہی سے ان کی درخواست کو رد کر دیا۔ اور صاف الفاظ میں کسی قسم کی امداد دینے سے انکار کر دیا۔ جس سے سکھوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ اور خطرہ ہے کہ وہ مزید وحشیانہ کارروائیوں پر نہ اتر آئیں۔

ہم ڈپٹی کمشنر صاحب اور سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس ضلع گورداسپور کی توجہ اس ظلم و ستم کی طرف مبذول کراتے ہوئے امید رکھتے ہیں۔ کہ برطانوی حکومت کے اندر اس سکھا شاہی کے خاتمہ کے لئے جلد از جلد کارروائی کریں گے۔ اور غریب مسلمانوں کی دادرسی فرمائیں گے۔ اس علاقہ میں مسلمانوں کی آبادی بھی بہت کافی ہے۔ اگر سکھوں کو اس ناانصافی سے نہ روکا گیا۔ تو خطرہ ہے۔ زیادہ ناخوشگوار نتائج نہ پیدا ہوں۔ جو ایسے جبروتشدد کا لازمی نتیجہ ہوا کرتے ہیں۔

مسلمان اخبارات کو چاہئے۔ اس گاؤں کے غریب اور کمزور مسلمانوں کو سکھوں کی طرف سے جو تکالیف دی جا رہی ہیں ان کے انسداد کے لئے کوشش کریں۔ اور ذمہ دار سکھ لیڈروں اور حکام کو اس ظلم و ستم کے انسداد کی طرف توجہ دلائیں۔ ہم بھی حتی الامکان اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ مسلمان متفقہ طور پر اس کے لئے کوشش کریں۔ اور جہاں جہاں سکھوں نے جبر و ستم سے مسلمانوں کو اذان دینے سے روک رکھا ہے وہاں اسے جاری کرائیں۔

جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے فرزند سیٹھ علی محمد صاحب ایم اے کی شادی

سید بشارت احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔

۲۱ مارچ ۱۹۲۹ء سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے فرزند سیٹھ الحاج علی محمد صاحب ایم اے کی فخر النساء صاحبہ دختر مسٹر جے ایم ابراہیم صاحب کے ساتھ شادی کی تقریب پر الہ دین بلڈنگ سکندرآباد خوب آراستہ کی گئی۔ دوست احباب ہندوان اسلام۔ ہندو۔ عیسائی یورپین لیڈیز۔ پارسی اور دیگر جماعتوں کے لوگ کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے نہایت پر محل خطبہ پڑھا۔ جو حاضرین نے بہت پسند کیا۔ آخر میں مولوی صاحب نے پانچہزار روپیہ مہر پر نکاح کا اعلان کیا۔ نکاح کے مابعد ایک شاندار ڈنر دیا گیا۔

اگلے دن یعنی ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء کو دعوت ولیمہ ہوئی۔ جس میں حیدرآباد و سکندرآباد کے شرفاء اور معززین کی کثیر تعداد کے علاوہ غرباء کا بھی کثیر مجمع تھا۔ اور الہ دین بلڈنگ حقیقی اسلامی مساوات کا نقشہ پیش کر رہی تھی۔

الفضل:- ہم اس تقریب سعید پر جناب سیٹھ صاحب اور ان کے سارے خاندان کو مبارکباد کہتے اور دعا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقریب کو بابرکت بنائے۔

دعائے مغفرت

۱ جناب منشی فضل الرحمن صاحب کے لڑکے عبدالحفیظ کی بیماری میں ابھی تک کچھ افاقہ نہیں ہوا۔ کمزوری بے حد ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔

۲ ضلع شاہجہانپور کے چار احمدی دوست ایک مقدمہ میں سزایاب ہو گئے ہیں۔ اپیل کی گئی ہے۔ احباب بریت کے لئے دعا کریں۔ الطاف حسین

خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ صاحبہ صرف چار دن کا بچہ چھوڑ کر ہمیں ۳۰ مارچ کو داغ مفارقت دے گئی ہیں۔ احباب خصوصاً دعا کریں [illegible]

اخبار احمدیہ

تحریک حفاظت ریش

ریویو آف ریلیجنز اردو جنوری ۱۹۲۹ء میں ایک مبسوط مضمون حفاظت ریش کے متعلق لکھ کر شائع کرایا گیا ہے۔ جس کی زائد کاپیاں بھی طبع کرائی گئی ہیں۔ جن احباب یا جماعتوں کو اس کی ضرورت ہو۔ وہ ناظر صاحب طبع و اشاعت کو ہر فی کاپی کے حساب سے قیمت بھیجکر منگا سکتے ہیں۔ عبدالرحیم درد ناظر تعلیم و تربیت قادیان

لنڈن مشن کیلئے چندہ

حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ارشاد کے مطابق لنڈن مشن کے لئے خواتین میں چندہ کی تحریک کی گئی۔ اور ۳۴ روپے کی رقم نقدی اور زیور کی صورت میں وصول ہوئی۔ یہ رقم بظاہر کوئی بڑی رقم نظر نہیں آتی۔ مگر ہمارے علاقہ کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک بہت معقول رقم ہے۔ ہمارے علاقہ کی مالی حالت بوجہ کئی سالوں سے فصلوں کی حالت خراب ہونے کے اور خصوصیت سے سال رواں میں گذشتہ سال کی فصل ربیع اور اس سال کی فصل خریف ناقص ہونے کے بہت خراب ہے۔ اور لوگ بہت مشکل سے گذارہ کر رہے ہیں۔ ہماری جماعت کی یہ مالی قربانی واقعی بہت قابل قدر ہے۔ خداوند تعالیٰ ان کو اس قربانی کا بہتر سے بہتر اجر عطا فرمائے۔ اور آئندہ بڑھ چڑھ کر قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ فیض احمد ساکن پوہلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ

[illegible] کی جماعت احمدیہ کی مستورات نے سوا تیرہ روپے کی رقم لنڈن مشن فنڈ میں محاسب صاحب کے نام ارسال کی ہے۔

خاکسار سید جلال الدین۔ میلاپور مدراس

ضلع مرشد آباد میں جلسہ

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انجمن احمدیہ بھرت پور کو پہلی بار مقامی طور پر جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق دی ہے۔ جو ۳۰۔ ۳۱ مارچ کو ہوگا۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد حبیب اللہ احمدی بھرت پور (مرشد آباد)

ایک احمدی ڈاکٹر کی ہر دلعزیزی

حمید الدین خان صاحب جے پور سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ جے پور کی پبلک کو ڈاکٹر محبوب عالم صاحب کے میڈیکل سروس سے علیحدہ ہونے کے باعث سخت نقصان پہنچا ہے۔ ان کی روانگی پر ہندو اور مسلمان ڈاکٹر صاحب کی پدرانہ شفقت بے لوث خدمات اور غریب پروری کے باعث اظہار سپاس میں ایک دوسرے پر فوقیت لیجانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ریلوے سٹیشن پر خیرباد کہنے کے لئے ایک بہت بڑا مجمع جمع ہو گیا۔ آپ کو بہت سے ہار پہنائے گئے۔ اور متفقہ طور پر جے پور میں مستقلاً سکونت پذیر ہونے کی درخواست کی گئی۔

درخواست ہائے دعا

اسلامیہ کالج، ٹریننگ کالج لاہور سے حسب ذیل احمدی طلباء مختلف جماعتوں کے امتحان دے رہے ہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب جہلمی۔ مولوی سلیم اللہ صاحب۔ مولوی تاج دین صاحب۔ منشی غلام محمد صاحب۔ منشی نواب الدین صاحب بی اے۔ چوہدری رحمت خان صاحب۔ مولوی غلام محمد صاحب اور خاکسار احباب سب کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

خاکسار [illegible]

الفضل بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ۷۶ | قادیان دار الامان - مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

الفضل کا خاتم النبیین نمبر

خاص نمبر کو شاندار بنانے کیلئے احباب کرام سے امداد کی گذارش

حسن اتفاق

یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ انتظامی لحاظ سے جس پرچہ میں "الفضل" کے "خاتم النبیین نمبر" کی اشاعت کی خوشخبری احباب کرام تک پہنچانے کا موقعہ میسر آیا ہے۔ اسی میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ خطبہ جمعہ درج ہو رہا ہے۔ جو حضور نے ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء کو ارشاد فرمایا۔ اور جس میں موجودہ زمانہ کے نہایت اہم اور موثر ذریعہ تبلیغ یعنی اشاعت لٹریچر کی طرف اپنے مخلصین کو دلنشین طریق سے توجہ دلائی ہے ؏

اخبارات کی اشاعت

اس بارے میں حضور نے اشاعت کتب کے علاوہ اخبارات کی اشاعت کا ذکر فرماتے ہوئے "الفضل" اور "ریویو" کے متعلق خاص ارشاد فرمایا ہے۔ امید ہے۔ احباب کرام اسے غور اور توجہ سے پڑھیں۔ اور اس کی تعمیل کی سعادت حاصل کرنے کی پوری پوری کوشش کریں گے۔

خاتم النبیین نمبر

اس موقعہ پر جبکہ مخلصین جماعت کی توجہ اپنے مقدس امام کے ارشاد کی تعمیل میں خاص طور پر الفضل کی اشاعت بڑھانے کی طرف مبذول ہو گی۔ ہم انہیں یہ مسرت انگیز اور دل خوش کن اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اس سال بھی انشاء اللہ جون ۱۹۲۹ء کے آخری عشرہ میں الفضل کا خاتم النبیین نمبر شائع ہو گا۔ جس میں ۲ جون کے مبارک جلسوں کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق نہایت دلکش اور موثر لٹریچر بہم پہنچایا جائے گا ؏

گزشتہ سال کے پرچہ کی قبولیت

گذشتہ سال الفضل کا جو خاتم النبیین نمبر شائع ہوا۔ اس کی تیاری کے لئے اگرچہ بہت تھوڑا وقت ملا تھا۔ علاوہ ازیں کتابت اور طباعت کی وہ آسانیاں جو شہروں میں حاصل ہوتی ہیں۔ میسر نہ ہونے کی وجہ سے اسے حسب دلخواہ شاندار نہ بنایا جا سکا۔ تاہم یہ نمبر جماعت احمدیہ کے اخبارات کی تاریخ میں ایک بے نظیر چیز تھی۔ اور محض خدا تعالیٰ کے فضل و رحم سے اسے جو کامیابی اور قبولیت حاصل ہوئی۔ اس کے مقابلہ میں ہماری ناچیز اور حقیر کوششیں کچھ بھی حقیقت نہ رکھتی تھیں۔ چونکہ اس قسم کے پرچہ کی اشاعت کا یہ بالکل پہلا موقعہ تھا۔ اس لئے بلحاظ حالات اس کی تعداد اشاعت کا زیادہ سے زیادہ اندازہ سات ہزار لگایا گیا اور اسے بہت کافی خیال کر لیا گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ پرچہ کے تیار ہو کر آنے سے پہلے ہی دن احباب کے مطالبات پورے کرنے سے دفتر قطعاً قاصر ہو گیا۔ اور مطلوبہ تعداد میں پرچے بھیجنے کی بجائے اکثر مقامات پر بہت کم پرچے بھیجے جا سکے۔ لیکن جب پرچہ باہر پہنچ کر احباب کے مطالعہ سے گذرا۔ تو خطوط کے علاوہ تاروں کے ذریعہ بھی اس قدر درخواستیں آئیں۔ کہ جتنا پرچہ چھپا تھا۔ اگر اس سے دگنی تعداد میں بھی چھپتا تو یقیناً نکل جاتا ؏

آخر احباب کے اصرار اور درخواستوں کی کثرت کو دیکھ کر اس پرچہ کو دوبارہ چھاپنے کے سوا چارہ نہ رہا۔ لیکن طباعت کی مشکلات کی وجہ سے اس کی تیاری میں بہت زیادہ دیر لگ گئی۔ اور چونکہ اس عرصہ میں اکثر احباب ایک دوسرے سے لے کر پرچہ کا مطالعہ کر چکے تھے۔ اس لئے دوسرا ایڈیشن جس قدر چھپوایا گیا۔ وہ سارے کا سارا نہ نکل سکا۔ تاہم دوسرے ایڈیشن کی اشاعت سے بھی یہ ضرور ثابت ہو گیا کہ احباب کرام نے "خاتم النبیین نمبر" کو نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور ہماری توقع اور امید سے بڑھ کر اس کی قدردانی کی ؏

کارکنوں کے ارادے

اس سے کارکنوں کی بہت بڑی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اور ارادہ کر لیا گیا کہ اگر خدا تعالیٰ توفیق دے اور اس کا فضل شامل حال ہو۔ تو آئندہ سال اس نمبر کی تیاری میں کوشش اور سعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے اور ہر رنگ میں اسے بہتر اور شاندار بنانے کی جد و جہد کی جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں جس خوشنودی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔ وہ ہمارے ارادوں اور ہمتوں کے لئے بہت بڑی تقویت کا باعث ہوئی۔ اور آج ہم حضور ہی کی شفقت اور نوازش کے صدقے یہ اعلان کرنے کے قابل ہوئے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب کے بھی الفضل کا خاتم النبیین نمبر شائع ہو گا۔ اور خدا کے فضل سے پہلے سے بہت بڑھ چڑھ کر شائع ہو گا۔

ایک خاص خصوصیت

اس نمبر میں یہ خاص خصوصیت ہو گی۔ کہ مضامین کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ سے ہدایات حاصل کی جائیں گی۔ جن کے مطابق بزرگان اور اہل قلم اصحاب مضامین لکھیں گے۔ اگر حضرت اقدس اپنی بے حد مصروفیتوں اور مشغولیتوں کے باوجود مضامین کے متعلق ہدایات قلم بند کر کے مرحمت فرمانے کے لئے فرصت نکال سکے تو احباب کرام دیکھیں گے۔ "خاتم النبیین نمبر" کے مضامین میں کیسی شان پائی جائیگی ؏

احباب کرام کی امداد

غرض بہتر سے بہتر مضامین حاصل کرنے۔ بزرگان سلسلہ سے مضامین حاصل کرنے اور مشہور اہل قلم اصحاب سے مضامین اور نظمیں حاصل کرنے کی پوری پوری کوشش کی جائے گی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے امید ہے۔ ہمیں اس میں بہت حد تک کامیابی حاصل ہو گی۔ علاوہ ازیں پرچہ کو ظاہری لحاظ سے بھی دلکش اور خوبصورت بنایا جائے گا لیکن یہ سب کچھ اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ احباب کرام نے گذشتہ سال کے پرچہ کی جس قدر قدردانی فرمائی تھی۔ نہ صرف اتنی بلکہ اس سے بہت بڑھ کر فرمائیں۔ اور یہ اعلان پڑھتے ہی خاتم النبیین نمبر کے لئے زیادہ سے زیادہ خریدار پیدا کرنے کی سعی شروع کر دیں اور خریداری کی درخواستیں بھیجدیں۔ اگر احباب اس بارے میں پوری تن دہی سے کام کریں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے اس ارشاد کی تعمیل کرنا پیش نظر رکھیں۔ جو حضور نے خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے۔ اور اسی پرچہ میں شائع ہو رہا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ خاتم النبیین نمبر کی اشاعت گذشتہ سال کی نسبت بہت زیادہ نہ ہو۔ خاص کر اس صورت میں جب کہ گذشتہ سال کی نسبت اس سال کا پرچہ ہر لحاظ سے بہتر اور عمدہ ہو گا۔ امید ہے۔ احباب اس کے لئے ابھی سے کوشش شروع کر دیں گے۔ اور جلد سے جلد تعداد خریداری سے مطلع فرما دیں گے ؏

پرچہ کی قیمت

پرچہ کی قیمت کے متعلق فی الحال کوئی قطعی اعلان نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قیمت کا تعین پرچہ کی تعداد اشاعت پر منحصر ہے۔ اگر احباب اس کے متعلق اپنا فرض محسوس کرتے ہوئے کافی خریداری کی درخواستیں بھیجدیں۔ اور آخیر وقت تک ان میں اضافہ کرتے رہنے کا وعدہ کریں۔ تو کم سے کم قیمت رکھی جا سکتی ہے۔ اور باوجود پہلے کی نسبت زیادہ خوبیوں کے اور بہت زیادہ اخراجات برداشت کرنے کے اتنی ہی قیمت (چار آنے) پر پرچہ دیا جا سکتا ہے۔

پس قیمت کا مقرر کرنا دراصل احباب کے اختیار میں ہے۔ اور امید ہے۔ وہ اس اختیار کو بہترین صورت میں استعمال کریں گے۔ یعنی اپنی کوشش اور سرگرمی سے کارکنان الفضل کو اس قابل بنا دیں گے۔ کہ وہ کم سے کم قیمت رکھ سکیں ؏

امداد کا ایک طریق

اس پرچہ کو شاندار بنانے کا ایک اور بھی طریق ہے۔ اور وہ یہ کہ کاروباری اصحاب نہ صرف خود اس کے لئے اشتہار بھیجیں بلکہ دوسرے لوگوں سے بھی اشتہارات حاصل کرکے ارسال فرمائیں۔ اس بارے میں جلد سے جلد بذریعہ خط وکتابت اشتہارات کی اُجرت طے کر لینی چاہیئے۔ کیونکہ بہت ممکن ہے۔ اشتہارات درج کرنے کی گنجائش نہ رہے۔

غرض ہم نے خدا تعالےٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اس پرچہ کو بہتر سے بہتر اور شاندار بنانے کیلئے سرگرمی کے ساتھ کوشش شروع کر دی ہے۔ اور پوری پوری توقع ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی شفقت اور دیگر بزرگان سلسلہ کی مہربانی سے ہمیں اس میں کامیابی نصیب ہوگی۔ اور ہم فخر کائنات سید الکونین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات اور اعلیٰ شان کا پرتو دُنیا کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر سکیں گے۔ لیکن ہمیں اس میں اس وقت تک پوری کامیابی نہیں ہو سکتی۔ جب تک احباب کرام پوری کوشش اور دلی اخلاص کے ساتھ ہماری امداد نہ فرمائیں۔

سب سے ضروری چیز

غور فرمایئے اگر "الفضل" کا خاتم النبیین نمبر اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین پر مشتمل کثیر اخراجات برداشت کرکے نہایت خوبصورت چھپوا لیا جائے۔ لیکن وہ دفتر میں ہی پڑا رہے۔ اور اسے ہر مذہب وملت کے حق پسند اور سمجھدار لوگوں تک نہ پہنچایا جائے۔ اور کثرت سے اس کی اشاعت نہ کی جائے۔ تو اس سے وہ فائدہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ جو ہونا چاہیئے۔ اور جس کے لئے کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے

پس سب سے ضروری چیز اس پرچہ کو کیا بلحاظ شان وشوکت اور کیا بلحاظ اثرات اور فوائد کامیاب بنانے کے لئے یہ ہے۔ کہ اس کی اشاعت میں سرگرم حصہ لیا جائے۔ ہمیں گذشتہ سال کی کامیابی اور احباب کرام کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس دفعہ ان سے بہت بڑی امیدیں ہیں۔ اور توقع ہے۔ کہ وہ ان امیدوں کو ضرور پورا کریں گے

سید جالب صاحب کا اخبار

اخبار ہمدم سے سید جالب صاحب دہلوی کے سے کہنہ مشق اور قابل ایڈیٹر کی علیحدگی جو ایک لحاظ سے اس کے بانی بھی تھے اور مسلسل دس بارہ سال سے اسے چلا رہے تھے بہت ہی افسوسناک ہوتی۔ اگر وہ اخبار نویسی سے علیحدہ ہو جاتے۔ لیکن خوشی کی بات ہے انہوں نے لکھنؤ سے ہی ایک قلیل عرصہ میں ایک روزنامہ اخبار "ہمت" کے نام سے شائع کرنے کے انتظامات کر لئے ہیں۔ اور اس وقت تک اس کے ۹ پرچے نکل چکے ہیں۔ جناب جالب کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں انہوں نے اپنی ساری عمر اخبار نویسی کے کوچہ میں بسر کر دی ہے۔ اور اس فن میں اتنی قابلیت پیدا کر لی ہے۔ کہ اردو اخباری دنیا ان کی ذات پر فخر کر سکتی ہے۔ ان کی مرنجاں مرنج اور صلح کل پالیسی متین اور سنجیدہ طرز تحریر۔ سلجھی ہوئی عبارت ایسی خوبیاں ہیں جن کی آج کل کی صحافت میں بہت کمی ہے۔ "ہمت" میں وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ جو "ہمدم" میں سید جالب صاحب کی ایڈیٹری کے زمانہ میں تھیں۔ چونکہ یہ سید صاحب کا اپنا اخبار ہے۔ اور انتظامی معاملات میں انہیں پورا پورا دخل ہوگا۔ اس لئے عجب نہیں "ہمدم" سے بھی زیادہ شان کے ساتھ اس کو چلائیں۔ اور یو۔ پی میں اعلیٰ پایہ کے مسلمان اخبارات کی جو کمی ہے۔ اسے پورا کرنے کی کوشش کریں۔

ہم یو۔ پی کے احباب کو خاص طور پر اس پرچہ کی خریداری کیلئے تحریک کرتے ہیں۔ ان کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اپنے صوبہ کے اس اخبار کو ہر طرح امداد دینے کی کوشش کریں ۔

ہمدردی خلائق کی ایک مثال

لنڈن پوسٹ آفس میں ایک چٹھی رسان فرڈ کارڈنیل نام ہے۔ جسے فی ہفتہ تین پونڈ دس شلنگ تنخواہ ملتی ہے۔ اس تنخواہ سے وہ صرف پانچ شلنگ کرایہ مکان اور چھ شلنگ۔ تین پنس خرچ خوراک کیلئے خرچ کرتا ہے۔ وردی وہی پہنتا ہے۔ جو محکمہ کی طرف سے دی جاتی ہے اس کے علاوہ وہ کوئی شوق نہیں رکھتا

یہ شخص ایک عرصہ کی جمع شدہ رقم کو لے کر گذشتہ سال تین ماہ کی رخصت بلا تنخواہ حاصل کرکے ہندوستان آیا۔ اور جنوبی ہند کے ایک شہر میں ہندوستانی کوڑھیوں اور جذامیوں کی رہائش کے لئے اس نے ایک دارالتعمیر کرایا۔ اور اب ایک [illegible] رہائش گاہ کی تعمیر کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ لنڈن [illegible] جہاں کی طرز معاشرت بڑے بڑے امرا کو بھی اپنے قریبی رشتہ داروں تک کی امداد کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتی۔ ایک غریب اور کم حیثیت انسان کا تمام دنیاوی خوشیوں اور لذات کو ایک دور افتادہ ملک کے مصیبت زدہ لوگوں کے لئے قربان کر دینا انسانی ہمدردی کی بہترین مثال ہے اور ان ہندوستانی امرا کیلئے نہایت سبق آموز جو اپنی نفسانی اور عیش پرستیوں کیلئے تو نہایت بیدردی سے روپیہ پانی کی طرح بہاتے ہیں لیکن اپنے مبتلائے آلام وطنی بھائیوں کی اعانت کا خیال بھی ان کے دل میں نہیں آتا۔

نہرو رپورٹ کی قبولیت

سکھ معاصر اکالی لکھتا ہے :۔ "جب پنڈت مالویہ کہتے ہیں کہ ۱۹۳۰ء میں سوراجیہ قائم ہوگا۔ تو ہم اور بھی زیادہ گھبراتے ہیں کیونکہ اس سوراجیہ کے معنی نہرو رپورٹ نظر آتے ہیں اب وقت آگیا ہے۔ کہ ہمیں پوری توجہ اس خطرہ کے مقابلہ کی طرف دینی چاہیئے۔۔۔۔۔ ہم سنٹرل سکھ لیگ کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہیں کہ ایک بار پنجاب میں ایجی ٹیشن کا طوفان بپا کر دیا جائے" (بحوالہ شیر پنجاب ۷ مارچ)

اچھوت اس رپورٹ کو اپنے لئے سم قاتل بتاتے ہیں مسلمان اس کے نام سے بیزار ہیں۔ یورپین ممبران اسمبلی کی طرف سے کرنل کرافورڈ اسمبلی میں اعلان کر چکے ہیں کہ "ہم اقلیتوں کے حقوق کی مناسب حفاظت کے ساتھ ذمہ دار حکومت کے حق میں ہیں" ۔ اور اس طرح نہرو رپورٹ کی مذمت کر چکے ہیں۔ پھر معلوم نہیں۔ پنڈت نہرو کے اس دعویٰ کی کیا بنیاد ہے۔ کہ :۔ "تمام سیاسی مذہبی اور صنعتی جماعتوں نے نہرو رپورٹ کو منظور کر لیا ہے"

"پیغام صلح" نے اپنی دروغگوئی اور کذب بیانی کی عادت سے مجبور ہو کر ولایت سے گئے منگوانے کی جو خبر بڑے طمطراق سے شائع کی تھی اس کی تردید کرنے کے جرم میں اس نے ہمارے خلاف بہت کچھ دراز لسانی کی ہے اور اپنی بریت میں یہ زبردست دلیل پیش کی ہے :۔

"یہ خبر ہم نے ایک ایسے معتبر ذریعہ سے سنی تھی جس کو میاں صاحب کی ذات سے خاص الخاص تعلق رہا ہے۔ لیکن پھر بھی ہم نے بنظر احتیاط اس کے آخر میں واللہ اعلم بالصواب کے الفاظ لکھ دیئے تھے۔ اس لئے مدیر "الفضل" کو اس پر اس قدر آتش زیر پا ہونے کی ضرورت نہ تھی"۔

اگر "پیغام" کے نزدیک ایک بے نام ونشان فی الواقع معتبر ذریعہ تھا۔ تو پھر بنظر احتیاط ایسے کیا معنی۔ اور اگر پیغام کو بھی "کندہم جنس باہم جنس پرواز" کا مصداق بن کر اپنے "معتبر ذریعہ" پر اعتبار نہ تھا۔ تو معلوم ہوا اس نے جان بوجھ کر ازراہ شرارت کذب بیانی کی۔

رہی یہ بات کہ چونکہ اس نے "واللہ اعلم بالصواب" کے الفاظ لکھ دیئے تھے۔ اس لئے مدیر الفضل کو اس پر اس قدر آتش زیر پا ہونے کی ضرورت نہ تھی۔ اس کے متعلق گذارش ہے۔ اگر پیغام کی غلط بیانی اور دروغگوئی کو پایہ ثبوت تک پہنچانا "آتش زیر پا" ہونا ہے۔ تو خیر۔ ورنہ جیسا ہم خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ "پیغام" اور اس کے "امیر ایدہ اللہ" کے لئے ہمارے متعلق بڑی سے بڑی غلط بیانی کا ارتکاب ایک معمولی مشغلہ ہے۔ گنگ نوازی کی افتراپردازی کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ جو ہمیں "آتش زیر پا" کر دے سکتی۔

"پیغام" کے اس "عذر گناہ" سے معلوم ہوتا ہے۔ "واللہ اعلم بالصواب" کے الفاظ لکھ دینے سے وہ سمجھتا ہے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گیا۔ اور جس بات کے ساتھ یہ الفاظ لکھ دیئے جائیں۔ اس کی اشاعت کا پورا پورا حق حاصل ہو جاتا ہے اس کے خلاف لکھنے والا نہ صرف "آتش زیر پا" ہونے کا مصداق بنتا ہے۔ بلکہ "عوعو کی آوازیں" نکالتا ہے۔ ہم یہ دیکھنے کے لئے کہ "پیغام" کے یہ دینے کے ہی تول ہیں یا لینے کے بھی۔ ذیل میں ایک تازہ خبر درج کرتے ہیں جو ہمیں خاص طور پر پہنچائی گئی ہے۔

"معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے پشاور سے بہت سے اصیل مرغ منگائے ہیں جو ان کے پاس لاہور پہنچ چکے ہیں۔ مولوی صاحب کو ان مرغوں کی بہت گراں قیمت دینا پڑی ہے۔ ان کا ارادہ ہے۔ کہ تفریح طبع کے لئے مرغ بازی کا شغل جاری کریں۔ واللہ اعلم بالصواب"

اس حیرت انگیز خبر کے متعلق پہلے پہل تو ہمیں یقین نہ آیا۔ اور بیان کرنیوالے صاحب کے اصرار پر بھی ہم اس کی اشاعت کے لئے تیار نہ تھے لیکن اب جبکہ "پیغام صلح" نے اس قسم کی خبروں کی اشاعت کا طریق بتا دیا ہم اسے شائع کر دیتے ہیں۔

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جس طرح ہر انسان اپنے اندر کچھ خصوصیتیں رکھتا ہے۔ اور اس کا مزاج دوسرے انسانوں سے مختلف ہوتا ہے جس طرح ہر خاندان کے لوگ اپنے اندر کچھ خصوصیتیں رکھتے ہیں۔ اور ان کا مزاج دوسرے خاندانوں سے مختلف ہوتا ہے۔ جس طرح ہر قوم اپنے اندر کچھ خصوصیتیں رکھتی ہے۔ اور اس کا مزاج دوسری اقوام سے مختلف ہوتا ہے جس طرح ہر ملک کے لوگ اپنے اندر کچھ خصوصیتیں رکھتے ہیں۔ اور ان کے اندر کچھ ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو دوسرے ممالک کے رہنے والوں میں نہیں ہوتیں جس طرح ہر مذہب کے لوگ اپنے اندر کچھ ایسی خصوصیتیں رکھتے ہیں۔ جو دیگر مذاہب کے ماننے والوں میں نہیں پائی جاتیں اسی طرح زمانے بھی

ایک دوسرے سے مختلف

ہوا کرتے ہیں۔ ایک زمانہ کے لوگوں میں بعض ایسی خصوصیتیں موجود ہوتی ہیں۔ جو اس کے بعد آنے والے زمانے کے لوگوں میں نہیں ہوتیں۔ اور بعد کے زمانہ کے لوگوں میں کچھ ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ جو ان کے پہلوں اور پچھلوں میں نہیں ہوتیں۔ اسی طرح ہر زمانہ جو متغیر ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ایسی خصوصیتیں ہوتی ہیں۔ جو دوسرے زمانہ کے لوگوں میں نہیں ہوتیں۔ ان امتیازات کی وجہ سے اور بھی کئی ایک اختلاف پائے جاتے ہیں۔ مثلاً صرف جسمانی طور پر ہی دیکھا جائے۔ تو مختلف انسانوں کے علاجوں میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ایک ہی مرض کے کئی مریضوں کو ان کے حالات کے لحاظ سے مختلف دوائی دیتا ہے۔ بسا اوقات

بہتر سے بہتر

اور منتخب سے منتخب دوائی ایک مریض پر اثر نہیں کرتی۔ حالانکہ اسی مرض کے ہزاروں مریض اس سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ اس کی [illegible] معمولی سا نسخہ فائدہ دے دیتا ہے۔ تو انسانوں کے اختلافات کی وجہ سے طبیب دوائیں بھی مختلف دیتے ہیں اور جو طبیب اس امر کا خیال نہ رکھے۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا اور اس کے زیر علاج مریض کبھی شفایاب نہیں ہو سکتے۔ ہماری

پرانی طب میں

تو مزاجوں کو نہایت ہی اہم چیز قرار دیا گیا ہے۔ اور انگریزی طب میں بھی اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ بعض اشیاء بعض لوگوں کے مزاج کے باعث مضر ہوتی ہیں۔ وہ خاص مرض کے لئے مفید ہوتی ہیں۔ لیکن خاص آدمی کے لئے مضر ہو سکتی ہیں۔

یہی حال قوموں کا ہے۔ بعض اقوام میں بعض امراض ہوتی ہیں جو دوسری قوموں میں نہیں پائی جاتیں۔ یا کم ہوتی ہیں۔ مثلاً سرطان یہودیوں میں بہت کم ہوتا ہے۔ حالانکہ یورپ کی دوسری اقوام میں بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح بعض بیماریاں آب و ہوا سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسے کوڑھ زیادہ تر گرم ملکوں میں ہوتا ہے۔ غرض جس طرح انسانوں میں اختلاف۔ خاندانوں میں اختلاف۔ قوموں میں اختلاف اور ملکوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ اسی طرح

زمانوں میں بھی اختلاف

ہوتا ہے۔ بعض خاص امراض ایک وقت میں بہت پھیلتے ہیں۔ مگر دوسرے زمانہ میں نہیں ہوتے۔ پرانی طب میں بعض بیماریوں کا ذکر آتا ہے۔ جو اس زمانہ میں نہیں ہیں۔ بعض نادان طبیب اور ڈاکٹر ان کے متعلق پڑھ کر کہتے ہیں۔ لکھنے والے نے یہ غلط باتیں لکھ دیں۔ حالانکہ انہوں نے بیسیوں اور سینکڑوں مریضوں کو دیکھ کر تجربہ کی بناء پر لکھی ہوتی ہیں۔ یقیناً ان کے زمانہ میں ایسی بیماریاں تھیں۔ جو اب نہیں ہیں۔ اور بعض ایسی ہیں۔ جو اب ہیں۔ مگر پہلے نہیں تھیں۔ جیسے انفلوانزا ہے۔ یہ پہلے نہیں تھا۔ یا اگر تھا۔ تو ایسی

شدید وبا

کی صورت میں کبھی ظاہر نہیں ہوا تھا۔ جیسے اب ہوا۔ اور بھی بعض بیماریاں ہیں۔ افریقہ کے ملک میں ایک بیماری ہوتی ہے جو پہلے دوسرے ممالک میں نہیں ہوتی تھی۔ لیکن جب دوسرے ممالک کے لوگ وہاں گئے تو وہاں سے لے آئے۔ اور اب یہ دوسرے ممالک میں پھیلنا شروع ہو گئی ہے۔ تو مختلف زمانوں کے ساتھ مختلف بیماریوں کا تعلق ہوتا ہے۔ اسی طرح میرا تو خیال ہے۔ کہ زمانوں کے ساتھ علاجوں کا بھی تعلق ہے۔ میں بعض اوقات پڑھتا ہوں۔ کہ فلاں چیز اکسیر ہے۔ لیکن اس زمانہ کے ڈاکٹر کہتے ہیں۔ کہ یہ کوئی اکسیر نہیں پہلوں نے غلطی کی۔ جو اسے اکسیر بتایا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ پہلوں نے صحیح لکھا تھا اصل بات یہ ہے۔ کہ مختلف دوائیاں بھی مختلف زمانوں میں مختلف اثر دکھاتی ہیں۔ جیسے یہ صحیح ہے۔ کہ بعض بیماریاں جو پہلے نہیں تھیں۔ وہ اب پیدا ہو گئی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی صحیح ہے۔ کہ آب و ہوا کے ایک لمبے عرصہ کے اثر کے ماتحت یا جسم انسانی میں بعض

مخفی ترقیات

کی وجہ سے بعض دوائیوں میں وہ اثر بھی نہیں رہا۔ جو پہلے تھا۔

جس طرح یہ سلسلہ ظاہر میں نظر آتا ہے۔ اسی طرح باطن میں بھی ہے جس طرح ظاہری امراض کے علاج میں تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح

باطنی امراض کے لئے

بھی ہر زمانہ کے لئے علیحدہ علاج ہیں۔ تمام انبیاء کی غرض تو ایک ہی ہوتی ہے۔ یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ تک اس کے بندوں کو پہنچائیں۔ اور اس کے مقرب بنائیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

ظاہر ہوتے ہیں۔ تو اور ہی رنگ میں اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہیں۔ باتیں تو وہی بیان کرتے ہیں۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیں۔ لیکن وہ اپنے زمانہ کی زبان میں بولتے ہیں۔ وہ فطرت کے میلانوں کو اپیل کرتے ہیں۔ وہ اپنی قوم کے باریک قومی جذبات کے ذریعہ لوگوں کو اپنی طرف نہیں کھینچتے۔ بلکہ کہتے ہیں۔ وہ خداوند خدا جو بجلیوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ گویا اسے ماری شکل میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وہ اسے بجلیوں۔ آندھیوں اور طوفانوں میں دکھاتے ہیں۔ لیکن

حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ

کے زمانہ میں انہی باتوں کو اور طرز میں پیش کیا جاتا ہے۔ وہ بھی لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ لیکن حضرت موسیٰؑ کی زبان میں نہیں کیونکہ ان لوگوں کے لئے اور زبان کی ضرورت تھی۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ آتا ہے۔ تو بات ہی بدل جاتی ہے۔ جہاں خدا تعالیٰ کو بجلیوں اور آندھیوں میں دکھایا جاتا تھا۔ وہاں اب اسے محبت کے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور بتایا جاتا ہے۔ وہ ہمیں پیار کرتا ہے۔ ہماری مصیبتوں پر کڑھتا ہے۔ گویا حضرت عیسےٰ اسے بجلیوں میں نہیں۔ بلکہ ماں کے پستانوں اور اس کی شفقت آمیز تھپکیوں میں ظاہر کرتے ہیں۔ یہاں بھی بات تو وہی ہے۔ کہ خدا کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے لیکن زبان بدل گئی۔ چیز میں کوئی فرق نہیں آیا۔ لیکن اس کے لئے جو ذرائع استعمال کئے جاتے۔ ان میں فرق آ گیا۔ ان سب کے بعد

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ظاہر ہوتے ہیں۔ اس وقت انسانی دماغ کمالات کی انتہا کو پہونچ جاتا ہے۔ وہ مختلف زمانوں میں سے گذرتے ہوئے رشد حاصل کر لیتا ہے جوانی کو پہونچ جاتا ہے بچپن کی کیفیات پیچھے چھوڑ آتا ہے۔ وہ اپنے اندر امتیاز کی طاقت پیدا کر لیتا ہے۔ اس کے پرکھنے کی طاقت مضبوط ہو جاتی ہے۔ اس وقت طرز کلام بالکل بدل جاتا ہے۔ اگرچہ اب بھی ماں باپ اور اس کی محبت کا [illegible]

میں نہیں۔ بلکہ باپ کی محبت بتاکر اسے پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت داؤدؑ کی شاعری اب بھی استعمال کی جاتی ہے۔ حضرت سلیمانؑ کی دانائی۔ اور حضرت موسیٰؑ کی تلوار سے اب بھی کام لیا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی شفقت اب بھی استعمال کی جاتی ہے۔ حضرت نوحؑ کی پیشگوئیوں والی کڑک اب بھی موجود ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے علم کی شان اب بھی نمایاں ہے۔ لیکن یہ

سب چیزیں اپنے اپنے مقام پر

ہیں۔ اور ان سب میں سے گذار کر انسان کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ جو تعلیم حضرت نوحؑ نے دی وہی حضرت ابراہیمؑ نے پیش کی۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ نے بھی اسے ہی پیش کیا۔ وہی حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں لائے۔ لیکن ہر ایک نے

اپنے اپنے زمانہ کی زبان

کو استعمال کیا۔ فطرت انسانی کے پیدا کرنے والے خدا نے ہر زمانہ میں ترقی پانے اور نشوونما حاصل کرنے والی فطرت انسانی کو پڑھا۔ اور اس کے دماغ کو ٹٹولا۔ اور جو جس اس کے دل کی باریک تاروں کو ہلانے والی تھی۔ اس کو لیا۔ اور اسی آلہ سے اس کے دل میں حرکت پیدا کی جس طرح ایک بجا گویا پیانو بجاتے وقت وہی آلہ استعمال نہیں کرتا جس سے سارنگی بجاتا ہے۔ سارنگی وہ تار سے بجاتا ہے۔ اور پیانو انگلیوں سے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے جو

قانون قدرت کے گیت

دنیا میں پیدا کرتا ہے۔ جو اپنی پیدا کی ہوئی نیچر کی سُریلی آوازیں نکالتا ہے۔ اسی آلہ سے جو اپنے اپنے زمانہ میں دلوں کے باجے بہتر سے بہتر صورت میں بجانے کی قابلیت رکھتا تھا۔ کام لیا۔ پس ہماری جماعت کو جو تبلیغی جماعت ہے۔ جو دنیا کے اندر روح۔ زندگی۔ نہ مٹنے والی طاقت اور نہ دبنے والا جوش اور نہ پست ہونے والے ارادے پیدا کرنے کے لئے مبعوث کی گئی ہے۔ محسوس کرنا چاہئے۔ کہ

یہ زمانہ کس قسم کا ہے۔

جب تک وہ اس زمانہ کے مطابق اور مناسب حال ذرائع استعمال نہیں کرتی۔ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ بلانا تو اس نے خدا کی طرف ہی ہے۔ لیکن کامیابی اس زمانہ کے مطابق ذرائع استعمال کرنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

یاد رکھو

تم جال میں پانی نہیں ٹھہرا سکتے۔ تم لوہے کی چادروں میں سے سیال چیزوں کو نہیں چھان سکتے۔ تم آگ کے ذریعہ ٹھنڈک پیدا نہیں کر سکتے خدا تعالیٰ نے جو قانون بنایا ہے۔ اسی کے مطابق کام ہوگا۔ اور جو انسان ان ذرائع کو استعمال نہیں کرتا۔ جو کسی کام کے لئے خدا تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں۔ وہ کامیاب بھی نہیں ہو سکتا۔ بہت سے نادان ہیں۔ جن کی نادانیوں کا تختہ بعض عقلمند بھی ہو جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ فلاں رسول کے زمانہ میں یوں ہوتا تھا۔ فلاں نبی کی جماعت یوں کرتی تھی۔ تم نبی کی جماعت ہو کر یوں نہیں کرتے ہو۔ بے شک

تمام انبیاء کی جماعتوں کا مقصد

ایک ہی ہوتا ہے۔ لیکن زمانہ کے لحاظ سے اس مقصد کے حصول کے ذرائع میں تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اگر آج ہو بہو وہی ذرائع استعمال کئے جائیں۔ جو پہلے کئے جاتے تھے۔ تو یقیناً ناکامی ہوگی۔ خدا تعالیٰ نے ہی

حضرت بُدھؑ

سے کہا۔ اپنے مریدوں سے کہو۔ گلے میں جھولی ڈال لو۔ اور جاؤ۔ دنیا میں بھیک مانگو۔ تمہارے لئے وہی رزق طیب ہے۔ جو بھیک مانگ کر مہیا کیا جائے۔ اپنے پاس کوئی پیسہ نہ رکھو۔ پھر

حضرت عیسیٰؑ

کو بھی اسی خدا نے پیدا کیا۔ لیکن انہیں حکم دیا۔ جاکر مریدوں سے کہو کماؤ، پیو۔ لیکن کل کے لئے خزانے جمع نہ کرو۔ کسی سے مانگو نہیں اپنے گھر سے کماؤ۔ لیکن خدا سے ہر روز کی روٹی روز مانگو۔ پھر

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو بھی اسی خدا نے مبعوث کیا۔ لیکن یہ نہیں کہا۔ کہ بھیک مانگ بلکہ فرمایا بھیک مانگنا ٹھیک نہیں۔ بھیک مت مانگ۔ حضرت بدھ کو خدا نے کہا۔ بھیک مانگ۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی خدا نے کہا۔ مت مانگ۔ اس لئے کہ بدھ کے زمانہ میں دنیا کے ارتقاء اور ترقی کے لئے بھیک مانگنا ہی ضروری تھا اور محمد رسول اللہؐ کے زمانہ میں دنیا کے ارتقاء اور ترقی کے لئے بھیک چھڑانا ہی ضروری تھا۔ نادان کہتا ہے۔ ایک خدا کی طرف سے

دو متضاد تعلیمیں

کس طرح ہو سکتی ہیں۔ لیکن وہ ایک ڈاکٹر کے دو نسخے دیکھکر سبق حاصل نہیں کرتا۔ ایک وقت ڈاکٹر مریض کو دیکھکر کہتا ہے۔ اسے فاقہ کرایا جائے۔ لیکن دوسرے وقت آتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ تم نے تو اسے بھوکا مار دیا۔ اسے یخنی دینی چاہئے۔ یہ دینا چاہیئے۔ وہ دینا چاہئے۔ اگر کوئی کہے یہ اچھا ڈاکٹر ہے۔ پرسوں کہتا تھا۔ کھانے کو کچھ مت دو۔ اور آج کہتا ہے۔ اسے کھانے کو کیوں نہیں دیتے۔ تو وہ نادان ہے۔ کیونکہ مریض کی صحت کے لئے پرسوں فاقہ ہی ضروری تھا اور آج اس کے لئے کھانا مفید ہے۔ یہی حال

قوموں کے علاج

کا ہے ÷

انہی حالات میں میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ زمانہ

اشاعت کا زمانہ

ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ اور تھا۔ حضرت عیسیٰؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت داؤدؑ اور حضرت نوحؑ کے زمانے اور تھے۔ اور ہم نہیں جانتے۔ قیامت تک امت محمدیہ پر ابھی اور کتنے زمانے آئیں گے۔ بے شک قرآن کریم وہی رہیگا۔ احکام سنت تبدیل نہیں ہونگے۔ حدیث نہیں بدلے گی۔ لیکن

قرآن و حدیث کے پھیلانے کے ذرائع

بدلتے جائیں گے۔ ایک زمانہ میں قرآن کریم کی تعلیم کا صرف پیش کرنا ہی کافی تھا۔ اور یہ بتانا ہی اس کی برتری کی دلیل تھی۔ کہ اس میں توحید کی تعلیم ہے۔ یہ اخلاقی حالت کو درست کرتا ہے۔ لیکن آج اتنا کہنے سے کچھ اثر نہیں ہوتا۔ آج سوال ہوتا ہے۔ فلسفہ نے جو شبہات ہمارے اندر پیدا کر دئے ہیں۔ سائنس نے جو شکوک ہمارے دلوں میں ڈال دئے ہیں۔ ان کو قرآن حل کرتا ہے۔ یا نہیں۔ آج زمانہ کے اندر غلامی اور آزادی۔ گورے اور کالے۔ سرمایہ دار اور مزدور کی جو تحریکیں پیدا ہو گئی ہیں۔ کیا قرآن میں ان کا علاج موجود ہے۔ اگر نہیں تو قطع نظر اس کے کہ یہ سوال غلط ہیں یا صحیح۔ اسے ماننے کو کوئی تیار نہ ہوگا ÷

پس اگر ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے۔ تو اس کے احساسات کو تسلی دینی ہوگی۔ میں نے متواتر توجہ دلائی ہے۔ کہ اس زمانہ کے حالات مختلف ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا۔ جب فتح کے لئے اور ہتھیار استعمال ہوتے تھے۔ لیکن آج اذا الصحف نشرت کے ماتحت پروپیگنڈا ہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ یہ

نشر صحف کا زمانہ

ہے۔ اور جب تک ہم یہ طریق اختیار نہ کریں گے۔ ترقی نہیں کر سکتے ایک زمانہ میں لوگ اس قدر مصروف نہیں تھے۔ اور فارغ بیٹھکر باتیں کر سکتے تھے۔ وہ زبانی تبلیغ کا زمانہ تھا۔ لیکن ایک یہ زمانہ ہے جب کام زیادہ ہے۔ اور لوگ ملنے سے گھبراتے ہیں۔ دن کے وقت انہیں تبلیغ کرنی مشکل ہے۔ لیکن اگر ایک چھوٹا سا ٹریکٹ یا اخبار کی کاپی ہو۔ تو اسے ایک مصروف و مشغول انسان بھی بستر پر لیٹے ہوئے نیند کے انتظار میں مطالعہ کر سکتا ہے۔ اور وہ کام جو ہم نہیں کر سکتے۔ وہ ایک اخبار یا ٹریکٹ نہایت آسانی سے سرانجام دے سکتا ہے۔ رات کے گیارہ بارہ بجے جب کوئی ہمیں اپنے مکان کے اندر نہیں گھسنے دیگا۔ یہ ٹریکٹ یا اخبار کو خود تلاش کر کے لائیگا۔ تا نیند کے انتظار کا وقت اچھی طرح گذر جائے۔ بسا اوقات نیند اس پر غالب آ جائے گی۔ اور وہ اس تحریر کو ختم نہ کر سکے گا۔ لیکن وہ اونگھ کی گھڑیاں اس تحریر کو اس کے دماغ پر گھر رسہ کر مختلف رنگوں میں نقش کر رہی ہونگی۔ اور صبح کو وہ ایک خاص اثر لے کر اٹھیگا ÷

میں نے خصوصیت کے ساتھ اس سال کے پروگرام میں

نشر و اشاعت

کا کام بھی رکھا ہے۔ اور سالانہ جلسہ پر اپنی جماعت کو اس کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس خطبہ کے ذریعہ پھر اس کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ کہ یہ زمانہ نشر و اشاعت کا ہے۔ جس ذریعہ سے ہم آج اسلام کی مدد کر سکتے ہیں۔ وہ یہی ہے۔ کہ صحف و کتب کی اشاعت پر خاص زور دیں۔ اگر ہر جماعت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی ایجنسیاں قائم ہو جائیں۔ تو یقیناً بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ لیکن ابھی تک اس کی طرف توجہ نہیں کی گئی ÷

میں خیال کرتا ہوں۔ مرکز نے بھی اس طرف توجہ نہیں کی۔ مرکز کی طرف سے جو کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ یا تو ان کے چھاپنے میں بے احتیاطی کے سبب ان کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ اور یا ویسے ہی قیمت زیادہ رکھ دی جاتی ہے۔ اور اس وجہ سے لوگ کثرت سے ان کی اشاعت نہیں کر سکتے۔ میں ان دو تین رسالوں کو مستثنےٰ کرتا ہوں۔ جو پچھلے دنوں شائع ہوئے۔ یعنی نہرو رپورٹ پر میرا تبصرہ اور میری ۷ / جون کی تقریر۔ یہ واقعی اتنے سستے تھے۔ کہ میرے نزدیک اتنا سستا کرنا بھی خطرناک ہے۔ اس طرح حقیقتاً کوئی نفع نہیں [illegible] پر ۷ یا ۸ روپیہ نفع ہو۔ تو اشتہارات اور نوکر وغیرہ کے اخراجات کی [illegible]

مدنظر رکھتے ہوئے۔ اتنا نفع نقصان سے رقی تبدیل ہو جاتا ہے۔ پس ان رسالوں کو تو میں مستثنیٰ کرتا ہوں۔ اگرچہ ان میں بھی دوسری سمت کو اختیار کر لیا گیا۔ مگر عام طور پر ہماری کتابیں گراں ہوتی ہیں۔ اور اس وجہ سے لوگ ان کی اشاعت نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے ایک طرف تو میں نظارت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ

کتابوں کی قیمتوں پر نظرِ ثانی

کرے۔ اور قیمتیں ایسی حد پر لے آئے۔ کہ ان انجمنوں کو جو ایجنسیاں لیں۔ کافی معاوضہ بھی دیا جا سکے۔ اور نقصان بھی نہ ہو۔ اور دوسری طرف احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ بھی اس بارے میں فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اس کے علاوہ

اخباروں کی اشاعت

ہے جس طرح خاص دائرہ میں کتابیں بہت اثر کرتی ہیں۔ اسی طرح ایک دائرہ میں اخبارات بھی بہت اثر کرتے ہیں۔ ہمارے کئی ایک اخبار ہیں۔ "الفضل"۔ "سن رائز"۔ "ریویو انگریزی۔ اردو"۔ "مصباح"۔ "احمدیہ گزٹ"۔ یہ تو صدر انجمن کے اخبار ہیں۔ ان کے علاوہ "فاروق" اور "نور" بھی ہیں۔ پھر بنگال اور سیلون سے بھی ہمارے اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ ممکن ہے۔ اور جماعتیں بھی شائع کرتی ہوں۔ بعض جماعتیں ٹریکٹ شائع کرتی ہیں۔ ان کی اشاعت کی طرف بھی میں توجہ دلاتا ہوں۔ پچھلے دنوں الفضل اور سن رائز کی تعداد اشاعت بڑھ گئی تھی۔ لیکن اب اس میں کمی واقعہ ہو گئی ہے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے ہاں ایسے ایجنٹ مقرر کریں۔ جو سلسلہ کی کتب اور اخبارات فروخت کریں۔ اور خود بھی فائدہ اٹھائیں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں محنت کر کے الفضل اور "سن رائز" کی اشاعت

کم از کم تین ہزار

تک پہونچا دیں۔ ان اخبارات سے سلسلہ کی تبلیغ میں بھی مدد ملتی ہے اور جماعت کی تربیت بھی ہوتی ہے۔ بعض اوقات کوئی غیر احمدی مجھ سے فتوے پوچھتے ہیں۔ تو مجھے حیرت ہوتی ہے۔ کہ انہیں مجھ سے پوچھنے کا کس طرح خیال آیا۔ بعد میں خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے اور وہ لکھتے ہیں۔ ہم الفضل یا سن رائز پڑھا کرتے تھے۔ اس سے ہم نے سمجھا۔ کہ ہر معاملہ میں

صحیح جواب قادیان سے

ہی مل سکتا ہے۔ اس لئے آپ سے پوچھتے ہیں۔ تو وہ چیز جو ہم دنیا کے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی

حقیقی اسلام

وہ اخباروں کے ذریعہ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ "الفضل" تو خیر ہے ہی اشاعت و تبلیغ کا اخبار۔ لیکن ان نوجوانوں کے لئے جو عیسائی فتنہ سے متاثر ہو کر اسلام سے بدظن ہوتے جاتے ہیں۔ "سن رائز" جاری کیا گیا ہے۔ اس میں بے شک ہوتے تو عام اسلامی مسائل ہی ہیں لیکن انہیں احمدیت اور حضرت مسیح موعود کے پیش کئے ہوئے پہلو سے ہی بیان کیا جاتا ہے۔ اور اس پہلو کی خوبی کو دیکھ کر آہستہ آہستہ پڑھنے والوں کے دلوں میں یہ خیال جاگزین ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا میں آکر بہت بڑا کام کیا ہے۔ یہ بھی اگر دیا جائے تو ... لیکن ... سلسلہ ... مقصد کی اشاعت میں بہت مدد ہے۔

اور اگر یہ نہ بھی ہو۔ تو بہر حال

مسلمانوں کو فتنہ سے بچانا

ہمارا فرض ہے۔ پس ان دونوں اخبارات کی اشاعت کے لئے اگر دوست کمر ہمت باندھ لیں۔ تو بہت ہی مفید نتائج نکل سکتے ہیں۔ چونکہ لوگ عام طور پر خطبات بھول جاتے ہیں۔ اس لئے میں

جماعتوں اور ناظروں کو

توجہ دلاتا ہوں۔ جماعتیں اپنے ہر ایک فرد کو اس کی طرف توجہ دلائیں اور ناظر جماعتوں کے پیچھے پڑ کر ان سے دریافت کریں۔ کہ وہ کس قدر امداد دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہر جماعت کچھ نہ کچھ پرچے ایجنسی کے ذریعہ فروخت کرنے کا بندوبست کرے۔ کوئی سو۔ کوئی پچاس۔ کوئی بیس۔ کوئی دس۔ کوئی دو۔ کوئی تین۔ اسی طرح ہر جماعت یہ اطلاع دے کہ وہ اتنے نئے خریدار دے گی۔

اخبار والوں کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ بھی

خریداروں کے لئے سہولتیں

بہم پہونچائیں۔ وہ حساب لگانے لگ جاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ دس روپے ہماری لاگت ہے۔ ایجنسی کے ذریعہ وصول ہوتے ہیں سات۔ باقی تین ہوا گھاٹا۔ اس لئے ایجنسی نہیں دے سکتے۔ وہ اتنا نہیں سوچتے۔ اگر اخبار کی اشاعت زیادہ ہو جائے گی۔ تو اسی نسبت سے اس میں اشتہار دینے کے لئے بھی زیادہ لوگ تیار ہونگے۔ اگر آج ایک شخص اشتہار دیتا ہے۔ اور اسے دس درخواستیں آتی ہیں۔ تو کل کو جب خریدار زیادہ ہو جائیں گے۔ اسے پچیس درخواستیں آئیں۔ تو وہ کہے گا مجھے ہمیشہ اس پرچہ میں اشتہار دینا چاہیئے۔ کاروباری معاملات میں یہ نہیں دیکھا جاتا۔ کہ ہر جہت سے فائدہ ہوتا ہے یا نہیں۔ دیکھنا یہ چاہیئے۔

مجموعی طور پر

کیا اثر پڑتا ہے۔ اگر کسی ایجنسی سے منافع نہ بھی لیا جائے۔ تو بھی نقصان نہیں ہوگا۔ کیونکہ اشاعت بڑھنے سے عملہ میں تو کوئی زیادتی نہیں کرنی پڑے گی۔ اور عملہ کا خرچ تو بہر حال جو تھوڑی تعداد پر پڑتا ہے وہی زیادہ پر پڑے گا۔ لیکن اگر ایجنسی کو رعایت دے دی جائے۔ تو اخبار کی اشاعت زیادہ ہو جائے گی۔ زیادہ لوگ اسے پڑھیں گے۔ اور اشتہار بھی زیادہ آئیں گے۔ پھر اور بھی کئی

منافع کی صورتیں

ہو سکتی ہیں۔ مثلاً تین ہزار شائع ہونے والے اخبار کے لئے جب کاغذ خریدا جائے گا۔ تو وہ پندرہ سو کے لئے خریدنے سے سستا ملیگا کیونکہ دکاندار بڑے گاہک کو ہمیشہ سستا سودا دیتا ہے۔ چاول اگر ایک روپے کے دو یا پونے دو سیر ملتے ہیں۔ تو منڈی سے پندرہ سولہ روپے من مل جائینگے۔ اور پچاس ساٹھ من خریدتے ہوں۔ تو اس سے بھی سستے مل جائیں گے۔ پھر اگر جہاز خرید لیا جائے۔ تو بہت ہی سستے پڑینگے۔ تو صرف یہی نہیں۔ کہ اشاعت زیادہ ہونے کی وجہ سے اشتہار ہی زیادہ آئیں گے۔ بلکہ خرچ بھی کئی پہلوؤں سے کم ہو جائے گا۔ اور کئی صورتیں بچت کی پیدا ہو جائیں گی۔ پس اخبار والوں کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی سہولتیں بہم پہونچانے کی کوشش کریں۔

ایک محکمہ

بھی قائم کیا گیا ہے۔ کہ دوستوں میں تحریک کر کے کتب اور اخبارات کی تو سیع اشاعت میں مدد دے۔ اور میاں مصباح الدین صاحب کو جو ولایت میں بھی رہے ہیں۔ اس کام پر مقرر کیا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ وہ اپنے کام کو صحیح طریق پر چلائیں گے۔ اور ایسا طول امل اور اتنی بڑی سکیمیں شروع نہیں کرینگے۔ کہ اصل کام پر پردہ ہی پڑا رہے۔ اور میں دوستوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان کی مدد کریں۔

اللہ تعالےٰ نے اس تعلیم کو پھیلانے میں جس کے پھیلانے کا فرض اس نے ہمارے

کمزور کندھوں پر

ڈالا ہے۔ اور اپنی مخفی حکمتوں کے ماتحت ڈالا ہے۔ مدد دے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ جب اس نے یہ فرض ہمارے کمزور کندھوں پر ڈالا ہے۔ تو اسے پورا کرنے میں وہ مخفی ذرائع سے ہماری مدد بھی کر رہا ہے۔ اور اگر وہ مخفی ذرائع آج ہمیں نظر نہیں آتے۔ تو کل ضرور نظر آئیں گے۔

غیر مبائعین کا چیلنج منظور

انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی نے اپنے جلسہ کو ہنگامہ خیز بنانے کے لئے ایک پوسٹر شائع کر کے اور ایک تحریر بھیجکر ہمیں مسئلہ "تکفیر اہل قبلہ" پر مباحثہ کا چیلنج دیا ہے۔ اس سے ان کی غرض محض یہ ہے کہ عام مسلمانوں کو ہمارے خلاف اشتعال دلا کر ہماری باتیں سننے اور ان پر غور و فکر کرنے سے باز رکھیں۔ ورنہ اگر ان کی غرض تحقیق حق ہوتی تو ان کا فرض تھا کہ اصل بنیادی مسئلہ پر بحث کرتے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل مقام اور مرتبہ ہے۔ اس کے تصفیہ کے بعد مسئلہ کفر و اسلام خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ پس ہم ان کی دعوت مباحثہ بخوشی منظور کرتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ وہ از روئے قرآن۔ احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کے ہم سے نبوت مسیح موعودؑ کے متعلق گفتگو کریں۔ ہم نے قبل ازیں بھی اسی امر کے متعلق اظہار خیال کیا تھا جس کا غیر مبائعین نے اپنے اعلان میں ان الفاظ اقرار کیا ہے۔ "قبل ازیں آپ کی اور آپ کے چند دوستوں کی طرف سے اس خیال کا اظہار کیا جا چکا ہے۔ مگر ہماری طرف سے آمادگی کی ضرورت تھی"۔ اگر غیر مبائعین میں اب "آمادگی" کی ہمت پیدا ہو گئی ہے۔ اور وہ صحیح معنوں میں اس کا اظہار کر رہے ہیں۔ تو ہم ان کی خدمت کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ جس امر کے متعلق ہم انہیں دعوت مناظرہ دیتے رہے ہیں۔ اسی کے متعلق مباحثہ کریں۔

ہاں ہم یہ کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مباحثہ کے لئے جو وقت تجویز کیا گیا ہے۔ وہ ہمارے لئے قطعاً غیر موزون ہے۔ کیونکہ ان ایام (۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱ مارچ) میں قادیان میں ہماری سالانہ مجلس مشاورت منعقد ہو گی جس میں ہمارے سر کردہ اصحاب کی شمولیت ضروری ہے۔ ان ایام کے بعد مناسب وقت مقرر کر کے مباحثہ کر لیا جائے۔ تا حق پسند لوگوں پر حقیقت کھل جائے کیا امید رکھتیں۔ غیر مبائعین جن کی گفتگو کے لئے ہم آمادگی کے بقول ان کے ہم دیر سے منتظر تھے۔ اب جبکہ آمادہ ہونے کا دعوے کرتے ہیں تو ادھر ادھر کے حیلوں بہانوں سے راہ فرار اختیار نہ کریں گے۔

سید محمد علی شاہ سیکرٹری دعوت و تبلیغ جماعت احمدیہ راولپنڈی۔

ایک نہایت ہی تباہ کن اور امن سوز فتنہ

اہل ملک کو خوشحال بنانے اور اخلاقی پستی سے بچانے کا طریق

آج ہندوستان میں ہندو قوم کے اکثر افراد ویدوں کی پیش کردہ تعلیم سے مطمئن نہیں۔ تمدن و معاشرت میں انہیں روزانہ ایسی مشکلات اور پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جن کا علاج ویدک دھرم نے کوئی نہیں بتایا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے وہ ویدک تعلیم کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں اب چونکہ دنیا علمی طور پر ترقی و ارتقاء کے معراج پر پہنچ چکی ہے۔ انسانی دماغ اپنے کمالات کی انتہا کو پہنچ گیا ہے اس لئے ایسے ترقی یافتہ زمانہ میں ویدوں کی دقیانوسی تعلیم روشن دماغوں کو طمانیت نہیں بخش سکتی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ اور ہونا چاہیئے کہ تعلیم یافتہ ہندو نوجوان ویدک دھرم سے متنفر ہونا شروع ہو گئے۔ اور انہوں نے عملی طور پر ویدوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ جس کا ایک ادنےٰ ثبوت یہ ہے۔ کہ آج ہندوؤں میں شاید ہی ایک فی صدی ایسے لوگ مل سکیں۔ جو وید کی شکل تک سے آشنا ہوں۔

ہندو قوم کے رہنماؤں نے جب یہ حالت دیکھی۔ تو وہ بھانپ گئے۔ کہ ہندو دیودی کی ہندو دھرم سے بے اطمینانی یقیناً انکے قبول اسلام پر منتج ہونے والی ہے۔ انہیں معلوم ہو گیا۔ کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو ان پریشان خاطر لوگوں کی سکینت کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں۔ جب ہندو قوم کا ایک کثیر حصہ حلقہ بگوش اسلام ہو کر ویدک دھرم پر ایک کاری ضرب لگانے والا ہے۔ انہیں اس امر کا بدیہی طرح احساس ہو گیا۔ کہ ویدک دھرم اسلام کے مقابلہ میں تمدن۔ معاشرت۔ اخلاق۔ روحانیت غرضیکہ ہر میدان میں شکست فاش کھا چکا ہے۔ اور برابر کھاتا چلا جا رہا ہے۔ اب اس کے قدم ملک کے اندر جمنا ایک موہوم امر ہے۔

اس تصور نے جب کہ کفرستان ہند توحید کے نغموں سے معمور ہونے والا تھا۔ ازلی اشقیا کے سینوں میں ناسور ڈال دیئے۔ ان کے گھروں میں ماتم کی صفیں بچھ گئیں۔ اور تمام طاغوتی طاقتوں اور شپرہ چشم شیطانی ارواح نے مل کر اسلام کی نور افشانی اور ضیا پاشی کو گرد و غبار سے مکدر کرنے کے لئے ٹھان لیا کہ پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور تعلیم اسلام کے متعلق بالکل جھوٹا اور سراسر مفتریانہ پراپیگنڈا زور شور کے ساتھ کیا جائے تاکہ حقیقت پر پردہ پڑ جائے۔ اور ایک متلاشی حق کے راستہ میں شکوک و شبہات کے پہاڑ حائل ہو جائیں اور ہندو قوم کے قلوب مسلمانوں کے خلاف زہر اور بغض و عناد سے بھر جائیں۔

رنگیلا رسول فتنہ کی پیدائش اسی غیر شریفانہ ساز باز کا نتیجہ تھی۔ جو اس وقت سے تناسخ کے چکر میں پڑ کر مختلف جونوں میں ظاہر ہوتی ہوئی اہل دنیا کے دماغوں کو متعفن کر رہی ہے۔ اور روز بروز زیادہ منظم صورت میں ظاہر ہو رہی ہے۔ تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ اب اس نے جبل پور سے جنم لیا ہے۔ وہاں کے ایک ہندی اخبار آریہ سیوک (جلد ۲۰ نمبر ۵) نے اپنے ایک خاص نمبر میں تہذیب و شرافت اور اخلاق و آداب کی وہ مٹی پلید کی۔ اور فحش نویسی و بیہودہ سرائی کی وہ داد دی ہے۔ کہ اپنے پیش رووں پر سبقت لے گیا ہے۔ اگرچہ بعض اسلامی معاصرین نے اس کا ترجمہ شائع کر دیا ہے۔ لیکن ہم اس کی اشاعت سے اس لئے اجتناب کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے دکھے ہوئے دل اس سے اور زیادہ مجروح نہ ہوں۔

ہم مسلمانان ہند سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ وہ اس فتنہ کے استیصال کے لئے کیا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے مواقع پر آج تک جو کچھ کیا گیا۔ یعنی حکومت کے پاس داد ویلا کیا گیا۔ حکام سے داد فریاد کی گئی۔ وہ قطعاً ناکافی ثابت ہوئی۔ اور بد باطن ہندوؤں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ انہیں آئین و قوانین اور حکومت کی تعزیرات کی کوئی پرواہ نہیں۔ ایک کو جب اس کے شرمناک عمل کی وجہ سے تھوڑی بہت سزا ہو جاتی ہے۔ تو دوسرا کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ پکڑا جاتا ہے۔ تو تیسرا سر نکال لیتا ہے۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ آریہ سماج کا خمیر کچھ ایسی مٹی سے اٹھایا گیا ہے۔ کہ اس سے تہذیب و شرافت کی توقع رکھنا عبث ہے۔ اور یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ قوم کسی دن شرما کر یا تھوڑی بہت قید کی سزا سے ڈر کر ان امن سوز حرکات سے باز آ جائے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ مسلمان اس فتنہ کے استیصال کے لئے نہایت سنجیدگی اور متانت سے غور کریں۔ اور وہ طریق اختیار کریں۔ جو مؤثر ہو۔

جہاں تک ہم نے اس معاملہ پر غور کیا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر ایسے مفسدہ پرداز لوگ اس امر سے واقف ہوں۔ کہ عام لوگ سیرۃ رسول اکرم اور تعلیم اسلام سے پوری طرح واقف ہیں۔ تو انہیں کبھی اس بیباکی کے ساتھ آئے دن اس قسم کی افترا پردازیاں اور بہتان طرازیاں کرنے کی جرأت اور حوصلہ نہ ہو اور وہ ایسی شرمناک غلط بیانیاں کرتے ہوئے خود بخود شرم محسوس کریں۔ لیکن مصیبت یہ ہے۔ کہ غیر مسلم دنیا تو درکنار خود مسلمانوں اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کا کثیر طبقہ اپنے پیارے حبیب کے حالات و سوانح زندگی سے محض نابلد ہے۔ اس لئے فتنہ انگیز لوگ واقعات و حالات کو غلط صورت میں پیش کر کے اور حقیقت پر پردہ ڈال کر نہ صرف اپنی قوم بلکہ جاہل اور نادان مسلمانوں کو بھی اسلام سے برگشتہ کرتے رہتے ہیں۔

جو بھی صاحب عقل و بصیرت انسان غور کرے گا۔ وہ اس امر کے اعتراف کرنے پر مجبور ہو گا۔ کہ ہندوؤں کے اس فتنہ کے استیصال کا اس سے بہتر اور مؤثر طریق اور کوئی نہیں۔ جو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے پیش فرمایا ہے اور جس پر گذشتہ سال نہایت کامیابی کے ساتھ عمل بھی ہو چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک مقررہ دن ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اور تمام دیہات و قصبات میں جلسے کر کے ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو رسول اکرم فداہ امی وابی کے صحیح حالات زندگی سنائے جائیں۔ تا وہ معلوم کر سکیں۔ کہ آپ کی ذات والا صفات کس قدر عظیم الشان اور بلند مرتبت ہے۔ اور آپ کی زندگی کیسی پاکیزہ اور مقدس و مطہر ہے اس مقصد کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس سال بھی ۲ جون ۱۹۲۹ء کی تاریخ مقرر فرمائی ہے۔ ہر اس مسلمان کا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت و اخلاص رکھتا ہے۔ آپ کی عزت کی حفاظت کیلئے اپنے دل میں غیرت اور حمیت کے جذبات پاتا ہے۔ آپ کے خلاف جھوٹے الزامات سن کر رنج و الم محسوس کرتا ہے۔ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ ان جلسوں کو جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے تجویز ہوئے ہیں کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کرے۔ اسی طرح ہر اس ہندو کا جو ملک کو ایک نہایت خطرناک خانہ جنگی سے بچانے کا خواہشمند اور متمنی ہے۔ جو ملک کی ترقی اور خوشحالی کیلئے ہندو مسلمانوں کے تعلقات کا خوشگوار ہونا ضروری سمجھتا ہے۔ جبکہ نزدیک ہندوستان اسوقت تک دنیا میں عزت و وقار حاصل نہیں کر سکتا جبتک ہندو مسلمان ملک کی بہتری کیلئے کوشش نہ کریں اس کیلئے ضروری ہے کہ ایسے جلسوں کو کامیاب بنانے کیلئے اپنی طرف سے پوری کوشش کرے۔ پھر ہر اس ہندو کیلئے جو اپنی قوم کو خطرناک اخلاقی تنزل سے جو ایسی خلاف واقعہ اور دور از صداقت امور کی اشاعت کا لازمی نتیجہ ہے۔ بچانے کی آرزو رکھتا ہے نہایت ضروری ہے کہ ان جلسوں میں حصہ لے اور دوسرے ہندوؤں کو حصہ لینے پر آمادہ کرے۔

مرکزی انجمنوں کی اطلاع کیلئے

مجلس مشاورت کے مبارک ایام بہت قریب آ رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ان ایام تک ۲ جون کے جلسوں کی جو ذمہ داری بحیثیت واضلاع کی مرکزی انجمنوں پر ڈالی گئی ہوئی ہے۔ اس سے وہ بہت حد تک سبکدوش ہو جائیں۔ اس لئے مرکزی انجمنوں کے عہدہ داران کی خدمت میں تاکید کی جاتی ہے۔ کہ اپنے علاقوں میں ۲ جون کے جلسوں کے انعقاد کیلئے خاص طور پر کوشش فرمائیں۔ اور جو صاحب بطور نمائندہ انکی طرف سے مجلس مشاورت میں شرکت کیلئے تشریف لائیں ان کے پاس اس مرکزی انجمن کی طرف سے ایک فہرست ہونی چاہیئے جس میں تفصیلاً ان امور کا ذکر ہو۔

(۱) مرکزی انجمن اپنے علاقہ میں کہاں کہاں جلسوں کا انتظام کر چکی ہے

(۲) منتظمین جلسہ کے اسماء اور ان کے مکمل پتے (۳) لیکچراروں کے نام معہ مکمل پتہ کے

میں ان احباب سے بھی جو کسی مرکزی انجمن کی طرف سے بطور نمائندہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر تشریف لائیں۔ یہ بات خاص طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ مرکزی انجمن سے اس قسم کی فہرست لے کر

النظر فی الولادۃ المسیح علیہ السلام

سنت اللہ کے متعلق دلچسپ بحث

(ایک معزز غیر احمدی مسلم کے قلم سے)

(۴)

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ سے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کی توجہ گرامی خاص طور پر ولادت مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر مبذول ہو رہی ہے۔ آپ کو غالباً یہ فکر دامنگیر رہتا ہے۔ کہ کہیں قرآن شریف اور سائنس جدیدہ میں تفاوت باقی نہ رہ جائے۔ اور جس طرح سے بھی بن پڑے۔ قرآن مجید کو سائنس کا ہمنوا بنا دیا جائے۔ سب سے اول اخبار پیغام صلح کے مذاکرہ علمیہ میں آپ کا مضمون ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء کو اس باب میں شائع ہوا۔ آپ کی عادت اکثر اس طرح معلوم ہوتی ہے۔ کہ آپ اول اپنے منصب کے مطابق اور مفید مطلب خود ہی مضمون زیر نظر پر کوئی سوال پیدا کر لیتے۔ اور پھر اپنا زور قلم دکھانے کے لئے عجب انداز سے مجیب کی حیثیت اختیار فرما لیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا ثابت کرنے کے لئے آپ نے جو خیالات اپنی جانب سے پیش فرماتے ہیں۔ اس مختصر صحبت میں ہم ان پر نظر ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہیں (وباللہ التوفیق)

ڈاکٹر صاحب کے استدلالات

آپ کا پہلا سوال یہ ہے:۔ "کیا حضرت مسیح کا باپ تھا" خود ہی جواب میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔ "خوب اس سوال کے پوچھنے کی بھی ضرورت ہے۔ کیا دنیا میں کوئی ہے جس کا باپ نہ ہو؟" آگے چل کر یوں ارشاد ہوتا ہے۔ "جو کہے کہ باپ نہ تھا۔ اس کا ذمہ ہے۔ کہ ایسی خارق عادت اور سنت اللہ کے خلاف بات کا وہ ثبوت دے۔ ورنہ ہم مجبور ہیں۔ کہ اس کے اس دعویٰ کو رد کریں" ہماری جانب سے گذارش ہے۔ کہ وہ کتاب جس نے تولید و تناسل کی سنت الٰہیہ سے ہمیں واقف کرایا۔ اسی نے ہمیں بتایا کہ حضرات آدم و عیسیٰ علیہما السلام بلا باپ پیدا ہوئے تھے فرض کیجئے۔ سائنس جدیدہ کی وہ تھیوری یا مسئلہ ارتقا کے وہ اصول جن پر آپ کو حق الیقین کے مرتبہ کا ایمان و ایقان ہے اگر اس وقت تک منصۂ شہود پر نہ آئے ہوتے۔ تو آپ کے پاس کونسی دلیل راہ تھی؟ یا اگر کل کو یہی امور ناقص ثابت ہو جائیں تو آپ کا کیا مسلک ہوگا؟ علوم فلسفہ و طبعیات نہ ہمیشہ سے سارے غلط سمجھے جا سکتے ہیں اور نہ کلیۃً درست ٹھہر سکتے ہیں۔ ان میں بعض مسائل غلط بھی ہیں۔ اور بعض درست بھی۔ خود مسئلہ ارتقا ابھی تک مختلف فیہ ہے۔ [illegible] اس کے متعلق آئے دن جدل و بحث ہوتی رہتی ہے۔ حامیان علمی تجربات سے اس کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مخالفین یقینی شہادات سے اس کا رد پیش کرتے ہیں۔ بعض اصول جو کل تک محقق خیال کئے جاتے تھے۔ وہ آج یک لخت باطل ٹھہر جاتے ہیں۔ غرض ہر امر میں فلسفہ جدیدہ کی تقلید اور اس کا تتبع قرین انصاف نہیں۔ یہ درست ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو کوئی ایسا انسان نظر نہیں پڑا۔ جو بغیر باپ کے متولد ہوا ہو ماں اور باپ دونوں کی عدم موجودگی تو بخیال انجناب بہت دور کی بات ہے۔ جس کا خیال تک بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے صریحاً معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے اپنے ذاتی خیال کی بنا پر حضرت آدم علیہ السلام بھی ضرور کسی حیوانی یا درمیانی قسم کے جوڑہ سے پیدا ہوئے تھے۔ مجرد قدرت ربانی سے آپ کی ولادت واقع نہ ہوئی تھی۔ یہ ہے وہ اصل حقیقت جس کو طوالت عبارت اور الفاظ کے پیچ میں مقید و مستور رکھنے کی انتہائی کوشش ڈاکٹر صاحب کے پیش نظر ہے۔ بایں دعویٰ یہ کیا جاتا ہے۔ کہ ہمیں نیچریوں سے دور کا واسطہ بھی نہیں ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں ملّا
کار طفلاں تمام خواہد شد

بن باپ پیدائش در حضرت مرشد مامور من اللہ

ڈاکٹر صاحب کی مذکورہ بالا عبارات کو پیش نظر رکھ کر جناب مرزا صاحب کے عقائد پر غور فرمایئے۔ ملاحظہ ہو مواہب الرحمٰن صفحہ ترجمہ عربی عبارت "یہ بات ہمارے عقائد میں داخل ہے کہ عیسیٰ اور یحییٰ بلا شبہ خرق عادت کے طور پر پیدا ہوئے۔ اور اس ولادت میں کوئی امر بعید نہیں۔" کتاب مذکور کا صفحہ ۷۲۔ "اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت مجردہ سے بغیر باپ کے پیدا فرمایا۔" اس کے بعد صفحہ ملاحظہ فرمایئے:۔ "کہتے ہیں۔ کہ عیسیٰ اپنے باپ یوسف کے نطفہ سے پیدا ہوئے۔ اور جہالت کی وجہ سے حقیقت کو نہیں سمجھتے۔"

جناب ڈاکٹر صاحب نے غالباً مذکورہ عبارات سے یہ تو معلوم کر لیا ہوگا۔ کہ کون صاحب ان عبارتوں کے راقم اور نویسندہ ہیں۔ کیا خود آپ ہی کے مقرر کردہ اصول کے ماتحت یہ صاحب (حضرت مرزا) قابل تردید یا اپنے اس دعویٰ میں قابل التفات ٹھہرتے ہیں یا نہیں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مغرب نوازی کے جذبات نے بعض وجوہ سے ڈاکٹر صاحب کو اس مسئلہ میں بدظن یا مخالف کر دیا ہے (واللہ اعلم) بہرکیف سنت اللہ کا وسیع مطالعہ کرنے کے لئے ذرا آپ عام مخلوق پر نظر ڈالیں۔ تو آپ کو صد ہا کیڑے مکوڑے ایسے ملیں گے۔ جو بغیر اسباب معدم یعنے باپ اور ماں کے دنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔ کیا آپ اس سے بھی انکار فرمائیں گے۔ جناب مرزا صاحب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۷۰ پر یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔ وکم من دود فی الارض لیس لها ابوان۔ اس کا ترجمہ ہم اپنے الفاظ میں اوپر نقل کر چکے ہیں۔ کیا جناب ڈاکٹر صاحب اس دعوے کو بھی رد کرنے کے لئے آمادہ ہیں؟

ڈاکٹر صاحب کا قانون ابداء اور اعادہ

مضمون میں آگے چل کر ڈاکٹر صاحب نے ایک قانون پیش فرمایا ہے جس کو ابداء اور اعادہ کے اسماء سے نامزد کیا گیا ہے۔ یعنے محض انسان ہی نہیں۔ بلکہ غیر انسان مخلوق بھی اس میں شامل ہے۔ اب آپ فرمائیں یہ کیڑے مکوڑے جو بغیر علت اولیٰ کے ہمارے مشاہدہ کے رو سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ کس قانون کے ماتحت کتم عدم سے فضائے وجود میں آتے ہیں۔ آیا ابداء کے نیچے یا اعادہ کے ماتحت؟ ذرا اپنے فلسفیانہ نقطہ نگاہ کو پیش فرما کر متلاشیان حق کو ممنون فرمائیں ڈاکٹر صاحب نے مذکورہ عنوان کے ماتحت ایک مثال بھی بیان فرمائی ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں: "اگر کوئی ہمیں یہ کہے کہ ایک کمہار نے ایک مٹی کا پتلا بنایا تھا۔ اور اس میں جان پڑ گئی۔ اور یہ آدمی جو تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ وہی ہے تو ہم ایسا کہنے والے کے منہ پر طمانچہ مار دیں گے"۔

فرض کیجئے۔ ایک شخص اس سے بڑھ کر یوں کہتا ہے۔ کہ خدا نے اپنی قدرت مجردہ سے بغیر باپ اور ماں یا صرف بغیر باپ کے کئی ایک آدمی پیدا کئے۔ محض اپنے حکم سے ایسا کر دیا۔ تو کیا ڈاکٹر صاحب فرمائیں گے۔ ایسے مدعی سے آپ کیا سلوک کریں گے۔ غریب کمہار کو اس کی جہالت کے لئے معاف فرما دیتے۔ تو آپ کے حسن اخلاق کا تقاضا شاید یہی ہوتا۔ لیکن وہ شخص جو آپ کا مرشد اور آپ کے یقین کے مطابق کم از کم اپنے الہامات کی رو سے بہترین قرآن دان اور تلمیذ الرحمٰن تھا۔ باوجود علوم کثیرہ کا عالم ہونے کے کس سلوک کا مستحق ہوگا۔ کیا ارباب دانش اس پر غور فرمائیں گے؟

ڈاکٹر صاحب کو سخت مغالطہ

ڈاکٹر صاحب گو بخیال خود اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق جانتے ہیں۔ لیکن بایں آپ ایک شدید مغالطہ کے گرداب میں مبتلا ہیں۔ آپ کی نظر کمہار کی عاجزی اور بے چارگی پر ہے۔ مخلوق کا خالق ہونا واقعی ناممکن محض ہے۔ لیکن خالق اکبر کا عجز ظاہر کرنا کفر ہے نیچری بھی سنت اللہ کے پردہ میں یہی کہتے ہیں۔ اور آپ بھی اسی مسلک پر گامزن ہیں۔ فرق دراصل کوئی نہیں۔ صرف تاویلات جداگانہ ہوں تو ہوں۔ لیکن قضیہ کی شکل یکساں ہے۔ نتیجہ بھی واحد ہے۔ اس لئے جناب مرزا صاحب کا فتویٰ "خروج از اسلام" دونوں پر مساوی الاثر ہے۔ آپ نہ مانیں۔ تو جبر نہیں۔ لیکن حقیقت شناس حضرات اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

(واللہ اعلم)

طین اور تراب

یہ دونوں الفاظ قرآن پاک میں وارد ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ ہر انسان کے متعلق یہی الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ اس لئے مسیح علیہ السلام کی اس میں کوئی تخصیص نہیں۔ دونوں الفاظ سے مراد مٹی ہے۔ یہ سچ ہے۔ آپ کی نظر مزروعہ مٹی پر ہے۔ لیکن آپ کی نگاہ شاید اس قادر مطلق صانع پر نہیں۔ جو ایک ہی مادہ اور ایک ہی اصل سے مختلف الکیفیات اور مختلف الانواع مخلوقات پیدا فرمانے پر قادر ہے۔ مٹی کے اندر اپنی قوت مجردہ سے بغیر ذکور اور اناث کے امتزاج اور امتشاج کے نطفہ کی خاصیات اور اثرات وکیفیات ظاہر فرما سکتا ہے۔ وہ ان تراکیب نادرہ اور خاصہ سے بخوبی آگاہ ہے۔ جن کے آستانہ تک تا حال جناب ڈاکٹر صاحب کی رسائی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی یقیناً کوئی انسان قیامت تک ان راز ہائے سربستہ کو معلوم کر سکتا ہے۔ سورہ یٰسین کی ایک آیت کا حوالہ ہم پہلے بھی دے چکے ہیں۔ اس کے اخیر میں کیا ہی سچ فرمایا۔ ومما لا یعلمون یعنی خدائے تعالےٰ کے پیدا فرمانے کی بہت حکمتیں ایسی ہیں۔ جن کو انسان نہیں جان سکتے۔ اس عجز کے باوجود قانون قدرت کے جملہ اسرار پر مطلع ہونے کا دعوےٰ کرنا اگر زبردستی نہیں۔ تو خدا جانے اور کیا کہا جائے (واللہ اعلم)

عجیب توجیہات

مذکورہ مقالہ میں "پیدائش آدم" کے ماتحت ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:-

"انسان کی ابتداء کو سب سائنس دان مٹی سے مانتے ہیں۔ مگر مٹی سے انسان کا پتلا بننے کو کوئی عقلمند نہیں مانتا۔ سب مانتے ہیں۔ کہ بتدریج منزل بمنزل مٹی ترقی کر کے انسان کے درجہ کو پہونچی ہے۔ اور یہی قرآن کریم فرماتا ہے"

کسی قدر آگے چلکر ارشاد ہوتا ہے:-

"بہر حال انسان جس مخلوق سے بھی ترقی کر کے انسان بنا۔ وہ کسی جوڑے سے اور اس کے مرکب نطفہ سے بنا۔ مٹی کے پتلے سے نہیں بنا"

ہم نے آپ کے الفاظ کو بعینہٖ نقل کر دیا ہے۔ آنجناب کی ادبی کوتاہیوں کو ہم بالکل نظر انداز کرتے ہیں۔ اور نہ ہی اس مقالہ میں یہ امر ہمارے پیش نظر ہے۔ اب لیجئے۔ اسی مضمون نمبر ۲ کا ایک دوسرا امتحانی عنوان "آدم اور مسیح" آپ یوں فرماتے ہیں:-

"اس لئے قرآن کی اس آیت کو کہ ان مثل عیسےٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔ کہ خدا کے نزدیک عیسےٰ کی مثال آدم کی مثال کے مانند ہے۔ اسے مٹی سے پیدا کیا۔ اور پھر کہا۔ کہ ہو جا۔ پس وہ ہو جاتا ہے مسیح کی پیدائش کے متعلق نہیں پیش کیا جا سکتا۔ اور نہ خدا نے پیش کیا ہے۔ کیونکہ خدا آدمؑ کی پیدائش کے قانون کو مسیح کی پیدائش پر نہیں لگا سکتا تھا"

معاذ اللہ۔ "نہیں لگا سکتا تھا" کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) اس کے بالکل ساتھ ہی آپ کہتے ہیں:-

"آدم خواہ مسئلہ ارتقاء کی رو سے کسی مخلوق سے ترقی کر کے انسان بنایا مٹی سے براہ راست بنا"

ان جملہ عبارات کو خدارا بتکرار وبغور ملاحظہ فرمایئے۔ حوالہ اول میں آپ بالتصریح وبلا اشتباہ صاف اقرار کر چکے ہیں۔ کہ آدمؑ کی ولادت مسئلہ ارتقاء کے ماتحت ہوئی۔ اب رہا مٹی سے براہ راست بننا۔ جس صورت میں مٹی سے براہ راست بننے کے آپ قائل ہی نہیں۔ تو آپ کے لئے زیبا نہ تھا۔ کہ اپنے عقیدہ کے خلاف اس کا ذکر کرتے۔

سابقہ عنوان پر مزید نظر

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:-

"مٹی سے انسان کا پتلا بننے کو کوئی عقلمند نہیں مانتا"

جس شخص کے متعلق یہی بات کہی جائے۔ کہ وہ عقلمند نہیں اس کو یہی کہا جائے گا۔ کہ وہ بے وقوف ہے۔ جناب مرزا صاحب کا یہی ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مجرد اپنی قدرت سے مٹی سے پیدا فرمایا۔ کوئی سبب اولےٰ یعنی باپ اور ماں یا کسی دوسری مخلوق کا جوڑہ اس ولادت کا باعث نہ تھا۔ جہاں تک ہمیں علم ہے آنجناب کا یہی عقیدہ اور ایمان ہے۔ اس صورت میں کیا کوئی عقلمند بتائے گا۔ کہ یہ بے وقوفی اور جہالت کا اطلاق کس پر ہوگا (معاذ اللہ) حالانکہ اس کے مقابل جناب مرزا صاحب حضرت عیسیٰؑ کا باپ ماننے والوں کو جہالت اور عدم فہم وعقل کا فتوےٰ دے چکے ہیں۔ جس کا حوالہ اس سلسلہ مضمون میں کسی جگہ دیا جا چکا ہے۔ اور جو بالکل درست معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی مذکورہ عبارات سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو گئی۔ کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی کسی درمیانی یا حیوانی مخلوق کے جوڑہ و مرکب نطفہ سے تولد شدہ تسلیم کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی قدرت مجردہ سے آپ کا پیدا ہونا یقین نہیں کرتے

ابداء اور اعادہ قرآن کے رو سے

بقول ڈاکٹر صاحب قانون ابداء اس وقت جاری نہیں۔ یہ قانون صرف اول البشر حضرت آدم علیہ السلام پر حاوی تھا۔ اس کے جواز میں قرآن پاک کا یہ حوالہ آپ دیتے ہیں۔ وبدا خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین۔ جس کا ترجمہ آپ کے اپنے الفاظ میں یوں ہے:-

"ابداء انسان کی مٹی سے ہے۔ لیکن اس کا اعادہ نسل کی صورت میں ماء مھین یعنی انسان کے نطفہ سے ہے"

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ ڈاکٹر صاحب کا اس سے مطلب کیا ہے کئی مقامات پر آپ فرما چکے ہیں۔ پہلا انسان بھی مرکب نطفہ سے پیدا ہوا۔ یہ نطفہ گو انسانی نہ تھا۔ لیکن کسی مخلوق کے جوڑہ سے ضرور مرکب تھا۔ اس سے مراد یہی ہو سکتی ہے۔ کہ مجرد مٹی یا مٹی اور پانی کے خمیر سے پہلا انسان پیدا نہیں ہوا۔ اور اگر مجرد مٹی سے اول البشر کا پیدا ہونا مانا جائے۔ تو کسی جوڑہ کے امتزاج کی ضرورت ساقط ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے اس قرآنی آیت کو ابداء اور اعادہ کے جواز میں پیش کیا ہے۔ یعنی ھو یبدا و یعید۔ یہ بھی قلت تدبر کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ "یبداء و یعید" ہر دو افعال مضارع ہیں دونوں پر یکساں حال اور مستقبل کے زمانے وارد ہوتے ہیں۔ پس اگر خدا نے "ابداء" کے قانون کو اب معطل اور مسدود کر دیا ہے۔ تو "یعید" کا عمل بھی جاری نہیں خیال کیا جا سکتا۔ اس لئے اگر "اعادہ" جاری ہے۔ تو ضرور "ابداء" بھی قائم ہے۔ اور ہم مشاہدہ کے رو سے اس سنت اللہ کو جاری وساری دیکھتے ہیں۔ کہ ہزار ہا کیڑے مکوڑے اور دوسری قسم کی مخلوقات بغیر اسباب اولیٰ کے اب بھی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کے بغیر پیدا ہونا آپ کے لئے موجب حیرت کیوں ہے۔ اسی طرح "بدا خلق الانسان من طین" کو لیجئے۔ دونوں افعال یعنی بداء اور جعل ماضی ہیں اگر "بداء" پر اب مہر لگ چکی ہے۔ تو "جعل" کا عمل بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ لیکن اگر ایک جاری ہے۔ تو دوسرے کو جاری قرار دینا بے غلط اور باطل ٹھہر سکتا ہے۔ جو حالت ایک فعل پر وارد ہوگی۔ وہی صورت دوسرے پر منطبق کرنا ہر طرح قرین صواب ہے۔ کیونکہ دونوں افعال مطلقاً ایک ہی اثر کے ماتحت ہیں۔ اور ان پر یکساں ایک ہی حکم وارد ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی مجوزہ تفریق ہماری سمجھ سے کم از کم بالاتر ہے۔ (واللہ اعلم)

قرآن پاک میں "کما بدا کم تعودون" پر غور کرنے سے اصل حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔ لیکن ہم اس حقیقت کی توضیح کو کسی دوسری فرصت پر بتوفیق ایزدی اٹھا رکھتے ہیں۔ باللہ المستعان

ڈاکٹر صاحب کی طبع عالی

ڈاکٹر صاحب مقالہ زیر نظر میں بن باپ پیدائش کے نیچے تحریر فرماتے ہیں:-

"خدائی یہ سنت ہماری طبائع میں اس قدر مرکوز ہے۔ کہ اگر ایک عورت حاملہ پائی جائے گی۔ تو ہم مجبور ہیں۔ کہ یہ سمجھیں۔ کہ اس کا کوئی شوہر تھا جس سے اس کو حمل ہوا۔ کیونکہ بغیر مرد کے عورت حاملہ نہیں ہو سکتی"

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک شاید ان کی طبع عالی ہی معیار صداقت اور سنت اللہ کے مترادف ہو۔ لیکن قرآن پاک اس خیال خام کی دھجیاں اڑاتا ہے۔ اور بشد و مد بیان فرماتا ہے۔ کہ مریم صدیقہ کو بغیر خاوند کے حمل ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کی "طبع" کوئی سنت اللہ نہیں۔ آپ کی نظر قانون قدرت پر محیط نہیں۔ بے شک انسانی ولادت کا عام قانون یہی ہے۔ لیکن آیات نادرہ وخاصہ اور عام قانون میں کچھ تفاوت ہے جو ڈاکٹر صاحب کی طبع عالی میں مرکوز نہیں۔ قرآن نے "وکان امراً مقضیا" (اور یہ بات فیصلہ شدہ ہے) کہکر اس طریق ولادت کو مقدرات الہیہ کی ذیل میں شامل کر دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو استعجاب ہے کہ گول ان کے گرد وپیش اس قبیل کے امور نادرہ واقع نہیں ہوتے۔ اپنے علمی اور عامی نقطہ نگاہ سے ذرا بلند ہو کر اگر آپ خدا کی قدرت کاملہ کی جامعیت اور کمال پر نظر ڈالتے۔ تو شاید آپ کی طبع کے اندر یقین کا یہ باب بھی کھل جاتا۔ اور آپ کے نقطہ مرکزیت کو رفعت وصعود حاصل ہو جاتا۔ (الفضل بید اللہ)۔ لیکن بدقسمتی سے ابھی تک آپ کے اندر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوئی۔ اپنے مجدد ربانی کی کرامات وقدرت نے آپ کو اسباب پرستی کی قید وبند سے ابھی تک آزاد نہیں کیا۔ واللہ۔ کیا تلخ حقیقت ہے۔ خدا رحم فرمائے۔

آج کے الفضل میں احباب کرام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا خطبہ جمعہ پڑھیں گے۔ جس سے ان پر واضح ہو جائیگا۔ کہ یہ نشر و اشاعت کا زمانہ ہے۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے مقصد وحید میں کامیابی اخبارات کی توسیع اشاعت پر منحصر ہے۔ پس ہر ایک احمدیت کا فدائی اور دین اسلام کا شیدائی الفضل اور سن رائز۔ ریویو آف ریلیجنز اور مصباح کے لئے ممکن سے ممکن زیادہ خریدار مہیا کر کے اپنا فرض ادا کرے اور عنداللہ ماجور ہو۔

اخبار "الفضل"

جو سلسلہ احمدیہ کا مسلمہ آرگن ہے جس میں حضرت امام کے خطبات و تقاریر شائع ہوتی ہیں۔ اور جس میں واقعات پیش آمدہ کے متعلق قوم کی صحیح راہ نمائی کی جاتی ہے۔ ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے۔ آٹھ روپے سالانہ اس کا چندہ ہے۔

غیر معمولی رعایت

موجودہ خریداران الفضل میں سے جو صاحب حسب قاعدہ پیشگی قیمت ادا کرنے والے خریدار مہیا کریں گے۔ تو ہم ہر نئے خریدار کے نام ایک سال کے لئے سات روپے (۷) سالانہ پر الفضل جاری کر دیں گے۔ اور اگر وہ خریدار سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں۔ تو صرف چھ روپے سالانہ وصول کریں گے۔ یہ رعایت ایک محدود عرصہ تک کے لئے ہوگی۔ احباب جلد اس سے فائدہ اٹھائیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ ہمارے احباب پوری ہمت اور توجہ سے کام لے کر ایک سہ ماہی کے اندر اندر الفضل کے خریدار تین ہزار بنا دیں گے۔ جیسا کہ حضرت امام نے ارشاد فرمایا ہے۔ الفضل کا نمونہ مفت منگوا کر دیکھ لیجئے۔ کہ اس کے مضامین کیسے اعلیٰ مفید اور دلچسپ اور کاغذ اور چھپائی کیسی دلکش و خوش نما ہے۔

الفضل کی ایجنسیاں

ضروری ہے۔ کہ ہر شہر اور قصبہ میں الفضل کی فروخت کیلئے ایجنسی قائم ہو۔ اور بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں جو نیوز ایجنٹ ہیں۔ انہی سے مقامی احباب معاملے کریں۔ اور ہم سے پرچے منگوایا کریں جہاں ریلوے سٹیشن ہو۔ اور ۱۲ پرچے فروخت ہونے کا انتظام ہو سکے۔ تو بذریعہ ریل بھجوایا جائیگا۔ اور ایک تہائی اول بہم پہنچایا کریگا۔ اور جہاں ۱۲ سے کم فروخت ہوں۔ یا ریلوے سٹیشن نہ ہو۔ وہاں بذریعہ ڈاک۔ ایجنٹوں کو ۲۵ فی صدی کمیشن دیا جاتا ہے۔ اور قیمت فی پرچہ ایک آنہ دو پیسہ ہے۔

"سن رائز"

سن رائز انگریزی اخبار مہینہ میں دو بار نکلتا ہے۔ یہ نوجوانوں اور انگریزی خوانوں کو اسلامی عقاید پر مضبوط رکھتا۔ اور انہیں غیر مذاہب کے حملوں کی تردید کے لئے تیار کرتا ہے۔ طالب علموں کے سوالات کے معقول و مدلل جواب دیئے جاتے ہیں۔ اس اخبار کا کاغذ اعلےٰ درجے کا سفید ڈبل۔ اور ٹائپ اپ ٹو ڈیٹ خوش نما اور عمدہ ہے۔ آپ نمونہ مفت منگوا کر ملاحظہ و مطالعہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے احمدی احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنے شہر و قصبہ اور قرب و جوار اور حلقۂ اثر میں کوئی ایسا سکول لائبریری طالب علم اور انگریزی خوان نہ رہنے دیں۔ جس کے نام سن رائز نہ جاری ہو۔ اس اخبار کی قیمت برائے نام دو روپے سالانہ ہے۔ اور طالب علموں کے لئے صرف ایک روپیہ۔ جب تک اس کے خریدار پانچ ہزار مستقل نہ ہوں۔ یہ پرچہ اپنے اخراجات نہیں نکال سکے گا۔ اس سال کم از کم حضرت امام کے ارشاد کے مطابق تین ہزار خریدار تو مہیا کر دینا چاہیئے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ دونو اخباروں کی توسیع اشاعت کے لئے خاص توجہ دی جائے گی۔ اور میں اس کار خیر میں حصہ لینے والوں کے نام نہایت شکریہ کے ساتھ شائع کرونگا۔ ہر صوبے ہر جماعت ہر انجمن ہر احمدی فرد ہر محب اسلام کا فرض تبلیغی ہے۔ کہ وہ ایک نئے ولولہ جوش۔ اور نئی ہمت سے اٹھے۔ اور اس وقت تک دم نہ لے جب تک کہ الفضل اور سن رائز کے لئے تین تین ہزار خریدار مہیا نہ ہو جائیں۔

نیاز مند:۔ مہتمم طبع و اشاعت۔ قادیان (پنجاب)

ہندوستان کی خبریں

—— لاہور ۲۰۔ مارچ۔ سائمن کمیشن نے لاہور میں پنجاب کی قلبند کی تھیں۔ ان پر پنجاب سائمن کمیٹی غور کر رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کمیٹی کی رپورٹ متفقہ نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کی طرف سے تین رپورٹیں پیش ہونگی۔ اکثریت کی رپورٹ پر چار ارکان کے دستخط ہونگے اقلیت کی رپورٹ پر دو ارکان کے۔ اور ایک علیحدہ یادداشت سکھ رکن کی طرف سے پیش کی جائے گی۔ قانون انتقال اراضی کے متعلق کمیٹی مذکور میں شدید اختلاف رونما ہوگیا ہے۔ ہندو ارکان اسے منسوخ کرانے کے درپے ہیں۔ فرقہ وار نیابت کے متعلق اکثریت جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب کے حق میں ہے۔

—— جدید دہلی ۲۲۔ مارچ۔ آج مسٹر سرفراز حسین خاں کی تحریک پر ۴۴ رائے کے خلاف ۵۶۔ رائے کی کثرت سے اسمبلی نے نمک کے محصول میں تخفیف کر کے شرح محصول ۱۲ سے صرف ایک روپیہ فی من کر دی ہے۔

—— رنگون ۲۱۔ مارچ۔ آج سہ پہر کو گاندھی جی جہاز پر کلکتہ کو روانہ ہوگئے۔ برہما میں آپ نے مجموعی طور پر ایک لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ جمع کیا ہے۔

—— خوست میں تقریر کرتے ہوئے جرنیل نادر خاں نے کہا۔ میں امان اللہ کے حق میں ہوں۔ لیکن اگر آپ انہیں یا کسی اور کو پسند نہیں کرتے۔ اور مجھے بادشاہ بنانا چاہتے ہیں۔ تو میں ملک کے بہترین مفاد کی خاطر تخت افغانستان پر بیٹھنے کو تیار ہوں۔

—— پشاور ۱۰۔ مارچ۔ کابل کے مسافر اطلاع دیتے ہیں کہ تقریباً پندرہ روز گذرے۔ امیر حبیب اللہ نے کابل کی ایک مسجد میں عہد کیا۔ کہ وہ کابل پر قابض رہنے کے لئے آخر دم تک ہر حملہ آور سے جنگ کرے گا۔

—— دہلی ۲۱۔ مارچ۔ وزیر ہند نے باجلاس کونسل وائسرائے کو آئندہ جون میں زیادہ سے زیادہ چار ماہ کے لئے انگلستان مدعو کیا ہے۔ ملک معظم نے لارڈ ارون کی جگہ جب تک وہ انگلستان رہیں۔ وائی کاؤنٹ گوشن گورنر مدراس کو ہندوستان کا وائسرائے اور گورنر جنرل مامور فرمایا۔

—— نئی دہلی ۲۰۔ مارچ۔ آج اسمبلی کے اجلاس کے اختتام پر اسمبلی کے دروازے پر مسٹر ایس سی متا۔ اور مسٹر سی۔ ایس رنگا آئر کے درمیان ہاتھا پائی ہوگئی۔ مسٹر رنگا آئر سے مسٹر متا نے دریافت کیا۔ کہ تم نے کانگرس پارٹی کے ساتھ ووٹ کیوں نہ دی اس پر رنگا آئر نے پیچ و تاب کھا کر کہا۔ کہ تم ہوراجسٹوں نے فوجی تخفیف پر میرا ساتھ نہ دیا۔ اور سوراجسٹوں کو کچھ بھلا برا کہا۔ مسٹر متا نے غصہ میں آکر مسٹر رنگا آئر پر حملہ کر دیا۔ جس کا مسٹر رنگا آئر نے بھی حملہ سے جواب دیا۔ دیگر ممبران نے بیچ بچاؤ کر کے معاملہ ختم کر دیا۔

—— لائل پور ۲۰۔ مارچ۔ شہر لائل پور اور مضافات میں چوری کی متعدد وارداتوں کے سلسلہ میں مقامی پولیس نے کئی جگہ چھاپہ مار کر چوری کے مال کے علاوہ ایک ریوالور بھی برآمد کیا ہے۔ بدمعاشوں کے ایک گروہ کا سراغ ملا ہے۔ جس سے قریب چار من زیورات برآمد ہو چکے ہیں۔ حال ہی میں چک نمبر ۹۰ سے پولیس نے ایک لڑکی کو خلاف قانون حراست سے نکالا ہے۔ اس موقعہ پر بدمعاشوں اور پولیس میں سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ ایک پولیس مین کو سخت ضربات آئیں۔ اور ایک جان بحق ہوا۔ اس سلسلہ میں تقریباً ۳۰۔ گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔

—— لاہور ۲۳۔ مارچ۔ شاہ امان اللہ کی امداد کے لئے امان اللہ فنڈ کھلا ہوا ہے۔ اور قوم پرست لیڈران اس فنڈ کے لئے کوشاں ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ لاہور میں ایک ایسا فنڈ بھی کھولا گیا ہے۔ جس فنڈ میں موجودہ حکمران کابل کیلئے چندہ جمع کیا جائے گا۔

—— بنارس ۲۲۔ مارچ۔ مہاراجہ جودھپور ۳۰۔ مارچ کو بنارس یونیورسٹی کے زراعتی کالج کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ انہوں نے اس کالج کے لئے ۲۔ لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ ان کا ایک لاکھ روپیہ اب پہنچ گیا ہے۔

—— جدید دہلی ۲۴۔ مارچ۔ ۲۶ سکھ سرداروں نے سر جان سائمن اور ارکان رائل کمیشن کی ضیافت آج شام کو میڈنز ہوٹل میں کی۔ سر سندر سنگھ مجیٹھیہ نے ملک معظم کا جام صحت اور راجہ سر دلجیت سنگھ نے سر جان سائمن اور ان کے ہم جلیسوں کا جام صحت تجویز کیا۔ راجہ صاحب نے کہا۔ پنجاب میں جب سے انگریز داخل ہوئے ہیں۔ تب سے انہوں نے سکھوں کے دلوں کو فتح کر لیا ہے۔ یہ بھی نوع انسان کی تاریخ میں بے نظیر واقعہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ سکھوں کا یہ نیا عقیدہ ہو گیا ہے۔ کہ خالصہ قوم کا مستقبل برطانوی سلطنت کے مستقبل سے وابستہ ہو گیا ہے۔

—— پٹنہ ۲۳۔ مارچ۔ اخبار سرچ لائٹ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ سائمن کمیشن کی بہار پراونشل کمیٹی نے متفقہ طور پر منجملہ دیگر امور کے اس امر کی سفارش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کہ صوبہ کو حکومت خود اختیاری عطا کی جائے۔ نیز مسلمانوں کے لئے علیحدہ حلقہ ہائے انتخاب کی صورت قائم رہے۔

—— نئی دہلی ۲۲۔ مارچ۔ آج سائمن کمیشن کی متحدہ کانفرنس کا ایک اور خفیہ اجلاس ہوا۔ فوجی محکمہ کے معتمد مسٹر میکورانگ اور میجر جرنیل کرکی کی فوج اور بالخصوص فوج کو ہندوستانی بنانے کے متعلق سوالات پر شہادت ہوئی۔

—— مدراس ۲۱۔ مارچ۔ کل مدراس کارپوریشن نے فیصلہ کیا۔ کہ کارپوریشن کے اندرونی عملہ کو کھدر کی پوشاک اور کھدر کی سفید پگڑی دی جائے۔

—— لیبر راہنماؤں کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے کل ۲۰۔ مارچ کو قریب چودہ کارخانوں نے جزوی طور پر کام معطل کر دیا۔ قریب ۲۵ ہزار مزدور بیکار ہیں۔ لیکن انہوں نے کوئی مظاہرہ نہیں کیا۔ پولیس اور فوج رقبہ کارخانجات پر پہرہ دے رہی ہے۔

—— میرٹھ ۲۲۔ مارچ۔ جو اشتراکی لاہور، کلکتہ اور بمبئی میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ۱۹ میرٹھ پہنچ گئے ہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں انہیں پیش کیا گیا۔ جس نے ۱۳۔ اپریل تک جبکہ ان کا مقدمہ سماعت ہوگا۔ ریمانڈ دے دیا۔

ممالک غیر کی خبریں

—— لنڈن ۱۹۔ مارچ۔ آج ہیل سوورین کی کان میں جبکہ کانکنوں نے کام شروع کیا۔ تو انہیں کچھ دھواں اٹھتا نظر آیا۔ کچھ دیر بعد ایک جلتا ہوا شہتیر گرا۔ اور راستے کو قطعی بند کر دیا۔ کانکنوں نے تمام دن آگ بجھانے کی سعی لاحاصل کی۔ آخر ان کے دم گھٹنے لگے وہ تھک کر گر پڑے۔ اور مر گئے۔

—— لنڈن ۲۲۔ مارچ۔ برطانوی پارلیمنٹ کے عام انتخابات ۳۰۔ مئی کو ہونگے۔ پارلیمنٹ ۱۰۔ مئی کو توڑ دی جائے گی۔

—— ماسکو ۲۲۔ مارچ۔ ایک گاؤں میں آگ لگ گئی جس سے ایک سینما تباہ ہو گیا۔ ۱۱۴۔ اشخاص آگ کی نذر ہو گئے۔ اور گیارہ زخمی ہو گئے۔

—— لنڈن ۲۱۔ مارچ۔ مضافات لنڈن میں ایک موقعہ منتخب کیا گیا ہے۔ جہاں اڑھائی لاکھ پونڈ کی لاگت سے ایک ہندو مندر تعمیر کیا جائے گا۔ فلسفہ، موسیقی اور نقاشی کی جماعتیں بھی اس کے ساتھ ملحق ہونگی۔

—— لنڈن ۲۲۔ مارچ۔ لنڈن گزٹ اعلان کرتا ہے۔ کہ سر خورشید چندر متر کو پریوی کونسل کا رکن مقرر کیا گیا ہے۔

—— لنڈن ۲۲۔ مارچ۔ وائر لیس کے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اب اس کی بہت توقع ہے۔ کہ انگلستان اور ہندوستان کے درمیان ہوائی ڈاک اٹالیہ کے راستہ آیا جایا کرے گی۔ اور راستہ وہی ہوگا۔ جو پہلے تجویز کیا گیا تھا۔ اور یہ سلسلہ ۳۰۔ مارچ کو شروع ہو جائے گا۔

—— لنڈن ۲۲۔ مارچ۔ نیم سرکاری طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ ٹراٹسکی کی یہ درخواست کہ اسے جرمنی میں داخلہ کی اجازت دی جائے۔ منظور نہیں کی جائے گی۔

—— لنڈن ۲۳۔ مارچ۔ ایک سوسائٹی کا ایک عہدیدار بیان کرتا ہے۔ کہ لنڈن کے قریب ایک غلاموں کی منڈی ہے تحقیقات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مزدور صرف لڑکے لڑکیاں اکثر دے دیتے ہیں۔ بلکہ وہ ان کو فی الحقیقت فروخت کر دیتے ہیں۔

—— بوڈاپسٹ ۲۲۔ مارچ۔ برف کے تودے موسم میں گرمی پیدا ہونے سے پگھل کر ڈینیوب میں بہ نکلے۔ اور وہ مینگا مواس اور کیبا و داس کے درمیان اٹ گئے۔ دریا کا پانی کناروں سے قریب کے علاقہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے ساتھ برف کے بڑے بڑے تودے تھے۔ مکان بھی ساتھ بہ گئے۔ سپاہی ڈائنامیٹ کے ذریعہ ان کو توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

—— لنڈن ۲۰۔ مارچ۔ ریوٹر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ لارڈ پیلامنتھ نے دارالامرا میں لارڈ لیمنگٹن کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ ریذیڈنٹ مقیم عدن کو ذیل کے معاملات میں کامل اختیارات دیدئے گئے ہیں۔ تاکہ وہ ابتدائی شرائط امن ہستے طے کر لیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا